هفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۶ جولائی ۱۹۵۷ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

Amjid

اَحادِیثُ الرسول صلّی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ اُمَرَاءُکُمْ خِیَارَکُمْ وَاَغْنِیَاءُکُمْ سُمَحَاءَکُمْ وَاُمُوْرُکُمْ شُوْرٰی بَیْنَکُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَاِذَا کَانَ اُمَرَاءُکُمْ شِرَارَکُمْ وَاَغْنِیَاءُکُمْ بُخَلَاءَکُمْ وَاُمُوْرُکُمْ اِلٰی نِسَاءِکُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ ظَهْرِهَا۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

ترجمہ - ابی ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں- کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے امراء تمہارے بہتر لوگ ہوں اور تمہارے دولتمند تمہارے سخی ہوں اور تمہارے امور باہمی مشورہ سے طے پائیں- اس وقت زمین کی پشت تمہارے لئے زمین کے پیٹ سے بہتر ہوگی- یعنی زندگی موت سے بہتر ہوگی اور جب کہ تمہارے امرا تمہارے شریر و بدکار لوگ ہوں اور تمہارے دولتمند تمہارے بخیل ہوں اور تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں ہوں- اس وقت تمہارے لئے زمین کا پیٹ زمین کی پشت سے بہتر ہوگا- (یعنی تمہاری موت تمہاری زندگی سے بہتر ہوگی-)

(ترمذی)

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُوْشِکُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰی عَلَیْکُمْ کَمَا تَدَاعَی الْاَکَلَةُ اِلٰی قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ یَوْمَئِذٍ کَثِیْرٌ وَلٰکِنَّکُمْ غُثَاءٌ کَغُثَاءِ السَّیْلِ وَلَیَنْزِعَنَّ اللّٰہُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّکُمُ الْمَهَابَةَ مِنْکُمْ وَلَیَقْذِفَنَّ فِیْ قُلُوْبِکُمُ الْوَهْنَ قَالَ قَائِلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْیَا وَکَرَاهِیَةُ الْمَوْتِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ -

ترجمہ- ثوبان رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے- گمراہ لوگوں کے گروہ قریب ہیں کہ ان کے بعض آدمی بعض کو تم سے لڑنے اور تمہاری شان و شوکت کو مٹانے کے لئے بلائیں گے- جس طرح کہ ایک کھانا کھانے والی جماعت- بعض بعض کو کھانے کی طرف بلاتے ہیں- (یعنی گمراہوں کا ایک گروہ پیدا ہوگا- جن میں سے بعض لوگ بعض لوگوں کو تمہاری قوت توڑنے اور تم کو ہلاک کرنے کے لئے اس طرح بلائیں گے جس طرح آدمیوں کو کھانے کے لئے بلایا جاتا ہے) یہ سُنکر صحابہؓ میں سے کسی نے پوچھا کہ کیا وہ لوگ اس لئے ہم پر غلبہ حاصل کرلینگے کہ ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے- آپؐ نے فرمایا- تم اس زمانہ میں بڑی تعداد میں ہوگے لیکن ایسے جیسے کہ دریا یا نالوں کے کنارے پانی کے جھاگ ہوتے ہیں (یعنی تم نہایت کمزور اور ضعیف ہو گے) تمہارا رعب اور تمہاری ہیبت دشمنوں کے دل سے نکل جائے گی اور تمہارے دلوں میں ضعف اور سستی پیدا ہو جائے گی- کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوہن (ضعف و سستی کیا چیز ہے) فرمایا دُنیا کی محبت اور موت سے بیزاری- (ابو داؤد بیہقی)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ فَصَعِدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا فَجَعَلَ یُنَادِیْ یَا بَنِیْ فِهْرٍ یَا بَنِیْ عَدِیٍّ لِبُطُوْنِ قُرَیْشٍ حَتّٰی اجْتَمَعُوْا فَقَالَ اَرَاَیْتَکُمْ لَوْ اَخْبَرْتُکُمْ اَنَّ خَیْلًا بِالْوَادِیْ تُرِیْدُ اَنْ تُغِیْرَ عَلَیْکُمْ اَکُنْتُمْ مُصَدِّقِیَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَیْکَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ فَقَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَّکَ سَائِرَ الْیَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ - متفق علیہ -

ترجمہ- ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وانذر عشیرتک الاقربین (یعنی اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈراؤ) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور پکارنا شروع کیا- اے بنی فہر اے بنی عدی یعنی قریش کے فرقوں اور جماعتوں کو بلانا شروع کیا- جب سب جمع ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا اگر مَیں تم کو یہ بتاؤں کہ جنگل میں ایک لشکر آکر اُترا ہے اور تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے- تو کیا تم میری بات کو سچا مانو گے- قریش نے کہا ہاں تم ہمیشہ ہمارے تجربہ میں سچے ثابت ہوئے ہو- آپؐ نے فرمایا مَیں خدا کی طرف سے تم کو ڈرانے پر مامور ہُوا ہوں (تم خدا سے ڈرو اور مجھ پر ایمان لے آؤ ورنہ) تمہارے سامنے سخت عذاب موجود ہے- ابولہب نے یہ سُن کر کہا- تجھ پر سارے دن ہلاکت ہو کیا اسی لئے تو نے ہم کو جمع کیا تھا- اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی تبت یدا ابی لہب (یعنی ابو لہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوں- (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو جمع کر کے یہ فرمایا- اے عبد مناف کی اولاد میرا اور تمہارا حال اس شخص کی مانند ہے- جس نے دشمن کے لشکر کو دیکھا پھر وہ اپنی قوم کو دشمن سے بچانے کے لئے ایک پہاڑ پر چڑھا (تاکہ قوم کو آگاہ کرے) لیکن پھر اس خوف سے کہ کہیں دشمن اس سے پہلے نہ پہنچ جائیں- اس نے پہاڑ پر سے یہ کہنا شروع کیا- یا صاحباہ (یعنی دشمن کی غارت گری سے بچو) (بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُرَیْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ یَا بَنِیْ کَعْبِ بْنِ لُؤَیٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ مُرَّةَ بْنِ کَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ وَیَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِکُ لَکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا غَیْرَ اَنَّ لَکُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ- ابی ہریرہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وانذر عشیرتک الاقربین (ڈرا تو اپنے کنبہ کے لوگوں کو جو بہت قریب کے ہیں) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو جمع کیا- جب وہ جمع ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب میں تعمیم کی اور تخصیص بھی (یعنی عام لوگوں کو خطاب کیا اور خاص خاص لوگوں کو بھی نام لے لے کر) چنانچہ آپ نے فرمایا کہ اے کعب بن لوی کی اولاد! اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ- اے مرہ بن کعب کی اولاد اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ- اے عبد شمس کی اولاد، اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ- اے عبد مناف کی اولاد اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ- اے ہاشم کی اولاد! اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ- اے عبد المطلب کی اولاد اپنی جانوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ- اے فاطمہ رضؓ اپنی جان کو آگ سے بچا- اس لئے کہ مَیں خدا کی طرف سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں- (یعنی مَیں کسی کو خدا کے عذاب سے نہیں بچا سکتا-) البتہ مجھ پر تمہارا قرابت کا حق ہے- جس کو مَیں قرابت کی تری سے تر کرتا ہوں- (مسلم)

باقی صفحہ ۱۵ پر

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۳ | ۲۷۔ ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۶ جولائی ۱۹۵۷ء | شمارہ ۱۱

نئی وزارت

کئی ماہ کے تعطّل کے بعد معطل شدہ وزارت برسرِاقتدار آگئی ہے۔ اس دوران میں جو سیاسی زور آزمائیاں ہوتی رہی ہیں وہ اخبار بیں طبقہ سے پوشیدہ نہیں۔ یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ موجودہ وزارت کی حیات مستعار کتنی ہے۔ کیونکہ ابھی وزارت کو صوبائی اسمبلی میں حزب اختلاف کا سامنا کرنا ہے۔ انتظامیہ نے وزارت کو معطّل کیا تھا۔ اور اُسی نے بحال کر دیا ہے۔ بہتر تھا کہ بحالی سے پیشتر مختلف سیاسی جماعتوں کی اکثریت کا فیصلہ ایوان سے کروایا جاتا اِس طرح ایک تو حزب مخالف کھلے بندوں انتظامیہ پر جانبداری کا الزام نہ لگاتی اور پھر برسرِاقتدار جماعت یا کم ازکم وزارت کو غیر آئینی طور پر اپنی جماعت کو مستحکم کرنے کا موقع نہ ملتا، اب اگر وہ ایسا نہ بھی کریں تو کم ازکم الزام سے بریّت ممکن نہیں۔

وزارت کی موجودگی جمہوری طرزِحکومت کا پتہ دیتی ہے۔ مناسب اوقات کے بعد وزارتوں کی تبدیلی بھی ضروری ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں سیاسی بے ثباتی کا یہ عالم ہے کہ پچھلے دس سال میں موجودہ وزارت ساتویں وزارت ہے۔ دس سال میں کم ازکم تین چار مختلف اوقات پر آئین کو معطل بھی کیا جاچکا ہے۔ دوسرے الفاظ میں کوئی وزارت اوسطاً ایک سال سے زیادہ عرصہ نہیں چلی۔ صرف ایک سال کے دوران میں ایک وزارت کے لئے عوامی بہبود کے لئے کام کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ وزارتوں میں اتنی سرعت سے تبدیلی کے ذمہ دار عوام نہیں بلکہ وہ مطلب پرست اور موقع پرست سیاست دان ہیں جنہوں نے اس ملک کی غیر ملکی حکمرانوں سے میراث پائی ہے۔ ایسے سیاسی عناصر سے بارہا جمہوری اور آئینی اقدار پائمال ہوچکی ہیں۔ ناجائز ذرائع سے اقتدار حاصل کرنا ان کا نصب العین ہو چکا ہے۔ ہمارا ملک جب تک صحیح طور پر اسلامی جمہوریت کا حامل نہیں ہوتا۔ تب تک ایسے حالات سے سبکدوشی ممکن نہیں۔ دُنیا میں کسی بھی رائج الوقت آئین میں یہ سکت نہیں کہ وہ قرآن سے زیادہ بہتر انسانی فرائض حقوق متعیّن کر سکے۔ ہمارے ہاں حکومت کرنے کا حق اسی کو حاصل ہے جو بہترین طور پر عوام الناس کی خدمت کرنے کا اہل ہو۔ سیاسی جماعت کی اکثریت یا حاکمِ اعلیٰ کی خوشنودی عہدہ داری کا اسلامی معیار نہیں ہیں۔

خیر یہ باتیں تو ضمناً آگئی ہیں۔ اس فرصت میں ہم نے موجودہ وزارت سے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔ جیسا کہ موجودہ وزیر اعلیٰ یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ صوبہ میں فی الوقت سب سے اہم مسائل قحط سالی غلّہ کی نایابی اور وبائی امراض ہیں۔ اُنہوں نے کہا ہے کہ اُن کی وزارت کو سب سے پہلے انہی مسائل سے نبرد آزما ہونا ہے۔ ہم اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتے ہیں۔ کہ اُن کے احساسات دیرپا ہوں۔ اور یہ مسائل کم ازکم وقت میں سلجھ جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وزراء سے بھی عرض کریںگے۔ کہ رسمی باتوں سے عوام پہلے ہی اُکتا چکے ہیں۔ وزراء کا یہ فرض ہے۔ کہ بیانات انہی باتوں کے متعلق دیا کریں جن کو وہ کرنے کا مصمم ارادہ کرلیں۔ غلّہ وغیرہ کی قحط سالی دو وجوہات سے ہے۔ ایک تو نہری پانی کی کمی اور آبادی کی زیادتی کی وجہ سے اور دوسرے ناجائز برآمد ذخیرہ اندوزی اور مصنوعی مہنگائی سے پیدا شدہ ہے۔ صوبائی حکومت اگر اول الذکر وجہ کا سدِّباب نہیں کرسکتی تو مؤخر الذکر وجہ تو ان کے اختیار سے قطعاً باہر نہیں۔ اگر صوبہ سے ناجائز اثر و رسوخ، رشوت ستانی اور بد دیانتی کا خاتمہ کر دیا جائے تو ایک حد تک کمیابی خود بخود ختم ہوسکتی ہے۔ اسی طرح اگر قانون اور اخلاق کی پوری طرح پابندی کرائی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ حالات نہ سدھریں۔

اللہ کی رحمت پر سہارا کرتے ہوئے ہم نئی وزارت سے یہ امید کرتے ہیں کہ وہ اپنی پیشرو حکومتوں کی طرح ناکامی کا سرٹیفکیٹ حاصل نہیں کرے گی۔ جن ذمہ داریوں کو نبھانے کا عہد اُس کے وزیر اعلیٰ نے عوام سے کیا ہے۔ اُسے ہر حالت میں یاد رکھے گی۔ اگر اُس نے ایسا کر دکھایا تو اس کو عوام اپنی سر آنکھوں پر جگہ دیں گے۔

سمگلنگ

جب کی پاکستانی عوام کی اکثریت، افلاس وگرانی کے چنگل میں گرفتار ہے۔ ہمارے ملک میں سکّہ اور سونا چاندی وغیرہ کی ناجائز درآمد و برآمد پورے عروج پر ہے۔ روزانہ لاکھوں روپے کی مالیت کا سامان نظم و نسق کی نظر چُرا کر اور ہزاروں روپے کا پاکستانی خزانہ کو نقصان پہنچا کر سرحد پار کر لیا جاتا ہے۔ اخبارات مظہر ہیں کہ سمگلنگ انفرادی طور پر اور معمولی طریقوں سے سرانجام نہیں ہوتی بلکہ

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

انگریزی داں نوجوانوں پر خدام الدین کا اثر

۱۷۔ جولائی ۱۹۵۷ء

بخدمت جناب ایڈیٹر ہفت روزہ "خدام الدین" صاحب

السلام علیکم۔ عرض ہے کہ بندہ کافی عرصہ سے آپ کی طرف سے شائع ہونے والے ہفت روزہ "خدّام الدین" کا مطالعہ کر رہا ہے۔ مطالعہ سے ابدی اور حقیقی سرور حاصل ہوتا ہے۔ اپنے خالق و رازق کے احکامات کے مطابق زندگی گزارنے کا طریقہ سمجھ میں آتا ہے اور اُس پر عمل کرنے کے لئے جذبات اُبھرتے ہیں۔ خُدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے علم کے ساتھ ساتھ اُس کو روزمرّہ زندگی میں استعمال کرنے کی توفیق بھی مرحمت فرماتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ آپ کو اس خدمت قوم کے بدلے میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ والسلام

دعاگو محمد سعید متعلم سال دوم۔ اسلامیہ کالج لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۰- ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۵۷ء

دُنیا میں بہشت کے باغ

اور

حضور انورؐ کی زبان سے مسائل متعلقہ مسجد

قرآن مجید میں سب سے بڑھ کر متبرک دو مسجدوں کا ذکر

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

نمبر اول متبرک مسجد

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ فِیْہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝) سورہ آل عمران رکوع ۱۰ پارہ ۴

ترجمہ - بیشک لوگوں کے واسطے جو سب سے پہلا گھر مقرر ہُوا - یہی ہے جو مکّہ میں برکت والا ہے - اور جہاں کے لوگوں کے لئے راہنما ہے - اس میں ظاہر نشانیاں ہیں - مقام ابراہیمؑ کا ہے - اور جو اس میں داخل ہو جائے وہ امن والا ہو جاتا ہے - اور لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا اللہ کا حق ہے - جو شخص اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو - اور جو انکار کرے تو پھر اللہ جہان والوں سے بے پروا ہے -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام پاکستان تحریر فرماتے ہیں - "مسلمانوں کے اس دعوے پر کہ ہم سب سے زیادہ ابراہیمؑ سے اشبہ اور اقرب ہیں - یہود کو یہ بھی اعتراض تھا - کہ ابراہیم علیہ السلام نے وطن اصلی عراق چھوڑ کر شام کو ہجرت کی - وہیں رہے - وہیں وفات پائی - بعدہٗ ان کی اولاد شام میں رہی - کتنے انبیاءؑ اسی مقدس سرزمین میں مبعوث ہوئے - سب کا قبلہ بیت المقدس رہا گیا - پھر تم حجاز کے رہنے والے جنہوں نے بیت المقدس کو چھوڑ کر کعبہ کو اپنا قبلہ بنا لیا ہے - اور سرزمین شام سے دُور ایک طرف پڑے ہو، کس مُنہ سے دعوےٰ کر سکتے ہو - کہ ابراہیمؑ و ملت ابراہیمؑ سے تم کو زیادہ قرب و مناسبت حاصل ہے - اس آیت میں معترضین کو بتلایا گیا کہ بیت المقدس وغیرہ مقامات مقدسہ تو بعد میں تعمیر ہُوئے ہیں دُنیا میں سب سے پہلا متبرک گھر جو لوگوں کی توجہ الی اللہ کے لئے مقرر کیا گیا۵ وہ یہی کعبہ شریف ہے - جو اس مبارک شہر مکہ معظمہ میں واقع ہُوا ہے - حق تعالےٰ شروع سے اس گھر کو ظاہری باطنی حسّی و معنوی برکات سے معمور کیا - اور سارے جہان کی ہدایت کا سرچشمہ ٹھہرایا ہے - روئے زمین پر جس کسی مکان میں برکت و ہدایت پائی جاتی ہے - اسی بیتِ مقدس کا ایک عکس اور پرتو سمجھنا چاہیئے یہیں سے رسول الثقلینؐ کو اُٹھایا - مناسک حج ادا کرنے کے لئے سارے جہان کو اسی کی طرف دعوت دی - عالمگیر مذہب اسلام کے پیروؤں کو مشرق و مغرب میں اسی کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم ہُوا - اس کے طواف کرنے والوں پر عجیب غریب، برکات و انوار کا افاضہ فرمایا - انبیاءؑ سابقین بھی حج ادا کرنے کے لئے نہایت شوق و ذوق سے تلبیہ پکارتے ہوئے اسی شمع کے پروانے بنے - اور طرح طرح کی ظاہر و باہر نشانیاں قدرت نے بیت اللہ کی برکت سے اس سرزمین میں رکھ دیں - اسی لئے ہر زمانہ میں مختلف مذاہب والے اس کی غیر معمولی تعظیم اور احترام کرتے رہے - اور ہمیشہ وہاں داخل ہونے والے کو مأمون سمجھا گیا - اس کے پاس مقام ابراہیم کی موجودگی پتہ دے رہی ہے - کہ یہاں ابراہیمؑ کے قدم آئے ہیں - اور اس کی تاریخ جو تمام عرب کے نزدیک بلا نکیر مسلّم چلی آ رہی ہے - بتلاتی ہے کہ یہ وہ پتھر ہے - کہ جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ تعمیر کیا تھا - اور خدا کی قدرت سے اس پتھر میں ابراہیمؑ کے قدم کا نشان پڑ گیا تھا جو آج تک محفوظ چلا آتا ہے - گویا علاوہ تاریخی روایات کے اس مقدس پتھر کا وجود ایک ٹھوس دلیل اس کی ہے کہ یہ گھر طوفان نوح کی تباہی کے بعد حضرت ابراہیمؑ کے پاک ہاتھوں سے تعمیر ہُوا - جن کی مدد کے لئے حضرت اسماعیلؑ شریک کار رہے - جیساکہ پارہ الٓمٓ کے آخر میں گزر چکا - اس پاک گھر میں جمال خداوندی کی کوئی خاص تجلی ہے - جس کی وجہ سے ادائے حج کے لئے اسے مخصوص کیا گیا - کیونکہ حج ایک ایسی عبادت ہے جس کی ہر ادا اس جمیل مطلق اور محبوب برحق کے عشق و محبت کے جذبہ کا اظہار کرتی ہے - پس ضروری ہے کہ جسے اس کی محبت کا دعویٰ ہو - اور بدنی و مالی حیثیت سے بیت اللہ تک پہنچنے کی قدرت رکھتا ہو کم از کم عمر میں ایک مرتبہ دیار محبوب میں حاضری دے - اور دیوانہ وار وہاں کا چکر لگائے (اس مضمون کو حضرت مولانا محمد قاسم قدس اللہ سرہٗ نے قبلہ نما میں بڑے شرح بسط سے لکھا ہے) جو مدعی محبت اتنی تکلیف اُٹھانے سے بھی انکار کرے سمجھ لو کہ جھوٹا عاشق ہے - اختیار ہے جہاں چاہے دھکے کھاتا پھرے - خود محروم و مہجور رہے گا - اس محبوب حقیقی کو کسی کی کیا پروا ہے - کوئی یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر اس کا کیا بگڑتا ہے -"

۵ [illegible]

نمبر دوم متبرک مسجد

دُنیا کی کروڑوں مسجدوں میں سے نمبر اوّل

مکہ معظمہ کی مسجد (خانہ کعبہ) کا تھا - نمبر دوم مسجد اقصیٰ (مسجد بیت المقدس) کا ہے جس کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت میں ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱ پارہ ۱۵ - ترجمہ - وہ پاک ہے جس نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی - جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی ہے - تاکہ ہم اسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں - بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں - " یعنی جس ملک میں مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) واقع ہے - وہاں حق تعالیٰ نے بہت سی ظاہری و باطنی برکات رکھی ہیں - مادی حیثیت سے چشمے، نہریں، غلے، پھل اور میووں کی افراط - اور روحانی اعتبار سے دیکھا جائے تو کتنے انبیاء و رسل کا مسکن و مدفن اور ان کے فیوض و انوار کا سرچشمہ رہا ہے - شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں لے جانے میں یہ بھی اشارہ ہوگا - کہ جو کمالات انبیائے بنی اسرائیل وغیرہ پر تقسیم ہوئے تھے - آپ کی ذات مقدس میں وہ سب جمع کر دیئے گئے ہیں - جو نعمتیں بنی اسرائیل پر مبذول ہوتی تھیں ان پر اب بنی اسمٰعیل کو قبضہ دلایا جانے والا ہے - کعبہ اور بیت المقدس دونوں کے انوار و برکات کی حامل ایک ہی امت ہونے والی ہے - احادیث معراج میں تصریح ہے - کہ "بیت المقدس" میں تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی - گویا حضور کو جو سیاست و امامت انبیاءؑ کا منصب دیا گیا تھا - اس کا حتمی نمونہ آپ کو اور مقربین بارگاہ کو دکھلایا گیا - "

مسجد الحرام اور مسجد اقصیٰ میں نماز کی فضیلت بمقابلہ دوسری مسجدوں کے

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ بَيْتِهٖ بِصَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِیْ مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ صَلٰوةً وَصَلٰوتُهٗ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ يُجَمَّعُ فِيْهِ بِخَمْسِمِائَةِ صَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى بِخَمْسِيْنَ اَلْفِ صَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِیْ مَسْجِدِیْ بِخَمْسِيْنَ اَلْفِ صَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ اَلْفِ صَلٰوةٍ

رواہ ابن ماجۃ (ترجمہ) انسؓ بن مالک سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - آدمی کی گھر میں نماز ایک نماز ہوتی ہے - اور قبیلے کی مسجد (یعنی محلے کی مسجد) میں پچیس نمازوں کا ثواب دلاتی ہے اور اس مسجد میں نماز جس میں جمعہ پڑھا جاتا ہے - پانچ سو نمازوں کا ثواب دلاتی ہے - اور مسجد اقصیٰ میں نماز پچاس ہزار نماز کا ثواب دلاتی ہے اور نمازی کی میری مسجد میں نماز پچاس ہزار نماز کا ثواب دلاتی ہے - اور نمازی کی مسجد حرام (خانہ کعبہ) میں نماز ایک لاکھ نماز کا ثواب دلاتی ہے -

مسجد کے متعلق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

۱ - دربار الٰہی میں مسجد کا مرتبہ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا (رواہ مسلم)

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - شہروں میں سے سب سے محبوب جگہیں اللہ کے ہاں وہاں کی مسجدیں ہیں اور شہروں میں سب سے مبغوض جگہیں اللہ کے ہاں وہاں کے بازار ہیں -

نتیجہ

یہ نکلتا ہے - کہ کسب معاش وغیرہ ضرورتوں کے لئے آدمی ابغض البلاد یعنی بازار میں جائے - اور اس ضرورت کے پورا ہونے کے بعد دوسرے حوائج سے فارغ ہونے کے بعد احب البلاد یعنی مسجدوں میں گزارے - اگر نماز کا وقت نہیں ہے تو فقط وضو کر کے خاموش ہو کر بیٹھ جانے پر بھی ثواب ملتا رہے گا - فرشتے اس کے حق میں یہ کرتے رہیں گے - اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ - ترجمہ - اے اللہ اس شخص کو بخش دے - اے اللہ - اس کی توبہ قبول فرما -

مسجد کے بنانے کا ثواب

عَنْ عُثْمَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ متفق علیہ - ترجمہ - عثمانؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس شخص نے اللہ کے لئے مسجد بنائی - اللہ اس کے لئے بہشت میں گھر بنائے گا -

اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد بنانے

کا مطلب یہ ہے کہ مسجد کے بنانے میں فقط اللہ تعالیٰ کی رضا پیش نظر ہو - لوگوں سے تعریف کرانی یا واہ واہ کرانا یا یہ کہ میرے مرنے کے بعد بھی لوگوں میں یہ مشہور رہے گا - کہ فلاں شخص مسجد بنوا گیا تھا - اس قسم کے خیالات سے نیت پاک ہو -

مسجد میں آنے والوں میں سب سے زیادہ ثواب پانے والے

عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلٰوةِ اَبْعَدُهُمْ فَاَبْعَدُهُمْ مَمْشًى وَالَّذِیْ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنَ الَّذِیْ يُصَلِّیْ ثُمَّ يَنَامُ متفق علیہ ترجمہ - ابی موسیٰ اشعری سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - لوگوں میں سے نماز میں سب سے زیادہ اجر پانے والا سب سے زیادہ دور سب سے زیادہ دور سے چل کر آنے والا ہے - اور جو شخص نماز کا انتظار کرتا ہے - یہاں تک کہ اسے امام کے ساتھ پڑھے وہ اس سے زیادہ اجر پانے والا ہے - جو نماز پڑھے اور سو جائے -

نماز کے ثواب کے مختلف درجے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِی الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰى صَلٰوتِهٖ فِیْ بَيْتِهٖ وَفِیْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ

ضعفا وذلك انه اذا توضأ فاحسن الوضوء ثم خرج الى المسجد لا يخرجه الا الصلوٰة لم يخط خطوة الا رفعت له بها درجة وحط عنه بها خطيئته فاذا صلى لم تزل الملائكة تصلي عليه مادام في مصلاه اللهم صل عليه اللهم ارحمه ولا يزال احدكم في صلوٰة ما انتظر الصلوٰة وفي رواية قال اذا دخل المسجد كانت الصلوٰة تحبسه وزاد في دعاء الملائكة اللهم اغفر له اللهم تب عليه ما لم يؤذ فيه ما لم يحدث فيه متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آدمی کی جماعت میں نماز اُس کے گھر میں اور اس کے بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گناہ ثواب میں بڑھ جاتی ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ جب اس نے وضو کیا۔ پھر عمدہ وضو کیا۔ پھر مسجد کی طرف نکلا۔ وہ نماز کے سوا کسی کام کے لئے نہیں نکلا۔ کوئی قدم نہیں اُٹھائے گا۔ مگر اس قدم کے سبب سے اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جائیگا۔ اور اسی قدم کے سبب سے اس کا ایک گناہ معاف کر دیا جائے گا پھر جب نماز پڑھی۔ فرشتے اس کے حق میں دُعا پڑھتے رہیں گے۔ جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہے گا۔ (دُعا یہ ہوگی) اے اللہ اس پر رحمت نازل فرما۔ اے اللہ اس پر رحم کر اور ایک تمہارا اس وقت تک نماز ہی میں رہے گا۔ جب تک نماز کا انتظار کرے گا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جب آدمی مسجد میں داخل ہو۔ نماز ہی اُسے روکے ہوئے ہو۔ (یعنی نماز بجماعت پڑھے تب جائے) اور فرشتوں کی دُعا میں یہ لفظ زیادہ آتے ہیں۔ اے اللہ اسے بخش دے۔ اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما۔ جب تک وہاں وضو نہ توڑے۔

مسجد میں داخل ہونے یا باہر نکلنے کے وقت کی دُعا

عن ابی اسیدؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل احدکم المسجد فلیقل اللهم افتح لي ابواب رحمتك واذا خرج فليقل اللهم اني اسئلك من فضلك رواہ مسلم۔

ترجمہ۔ ابی اُسید سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو چاہئے کہ یہ کہے۔ اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب نکلے تو کہے۔ اے اللہ بے شک میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔

گم شدہ چیز کے مسجد میں اعلان کرنے کی ممانعت

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سمع رجلا ینشد ضالة في المسجد فليقل لا ردها الله عليك فان المساجد لم تبن لهذا رواہ مسلم۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کسی آدمی سے سُنے۔ کہ وہ اپنی گم شدہ چیز کا مسجد میں اعلان کر رہا ہے پھر اسے یہ کہنا چاہیئے۔ کہ اللہ اسے تمہیں لوٹا کر نہ دے۔ کیونکہ مسجدیں اس کام کے لئے تو بنائی نہیں گئیں۔

حاصل

یہ ہے کہ مسجدیں عبادت کے لئے بنائی گئی ہیں۔ نہ کہ گم شدہ چیزوں کے تلاش کرنے کے لئے مسجدوں میں شور مچانے کے لئے اس قسم کے اعلانات تم مسجدوں سے باہر بھی کر سکتے ہو۔

کچّے پیاز کھا کر مسجد میں نہیں آنا چاہیئے

عن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اکل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا فان الملائكة تتاذى مما يتاذى منه الانس متفق علیہ

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس بدبودار درخت (پیاز) سے کھائے۔ وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ کیونکہ فرشتوں کو اس چیز سے تکلیف ہوتی ہے۔ جس سے کہ انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

یعنی

جس طرح انسانوں کو کچّے پیاز کی بُو سے تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح فرشتوں کو بھی اس کی بُو سے تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے کچّا پیاز کھا کر مسجد میں نہیں آنا چاہیئے۔

دربار رسالت سے پیغمبروں کی قبروں پر سجدہ کرنے والوں پر لعنت

عن عائشۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال في مرضه الذي لم يقم منه لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد متفق علیہ

ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس مرض میں جس سے آپ نہیں اُٹھے (یعنی شفایاب نہیں ہوئے) اللہ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے۔ انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ (یعنی نبیوں کی قبروں پر سجدہ کرنے لگ گئے۔)

مسجدوں کو صاف اور سُتھرا رکھنے کا حکم

عن عائشۃؓ قالت امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببناء المسجد في الدور وان ينظف ويطيب۔ رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ

ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں مسجدیں بنانے اور (انہیں) صاف اور ستھرا رکھنے کا حکم دیا ہے۔

اندھیری رات میں مسجدوں کی طرف آنے والوں کو خوشخبری

عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر المشائين في الظلم الى المساجد بالنور التام يوم القيمة

رواہ الترمذی والبوداؤد ورواہ ابن ماجہ

ترجمہ۔ بریدہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اندھیروں میں چل کر مسجدوں کی طرف آنے والوں کو قیامت کے دن مکمل نور کی خوشخبری سُنا دو۔

اس سے معلوم ہُوا

کہ اندھیری راتوں میں چل کر مسجد میں آنے کا زیادہ ثواب ہے۔ اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اندھیری رات میں چل کر آنے سے تکلیف زیادہ ہو گی۔ شریعت میں قاعدہ یہ ہے۔ کہ انسان اللہ تعالےٰ کی راہ میں جس قدر تکلیف زیادہ اُٹھائے اُسی قدر ثواب زیادہ ملتا ہے۔

واللہ اعلم

مسجد کی آبادی کا خیال رکھنے والے کا ثواب

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّجُلَ یَتَعَاھَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْھَدُوْا لَہٗ بِالْاِیْمَانِ فَاِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

رواہ الترمذی وابن ماجۃ والدارمی۔

ترجمہ۔ ابو سعید الخدری سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی شخص کو دیکھو۔ کہ وہ مسجد کے نظم و نسق کا خیال رکھتا ہے۔ تو اس کے ایماندار ہونے کی گواہی دو۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ سوائے اس کے نہیں کہ اللہ کی مسجدوں کو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائیں۔

مسجدیں بہشتوں کے باغ ہیں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ الْمَسَاجِدُ قِیْلَ وَمَا الرَّتْعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ رواہ الترمذی

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم بہشت کے باغوں کے پاس سے گزرو تو کچھ کھا پی لیا کرو۔ آپ سے عرض کی گئی۔ یا رسول اللہ بہشت کے باغ کون سے ہیں۔ آپ نے فرمایا مسجدیں۔ آپ سے عرض کی گئی۔ یا رسول اللہ ان میں کھانے پینے کا کیا مطلب۔ آپ نے فرمایا۔ سبحان اللہ۔ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ مسجدوں میں جا کر اللہ تعالےٰ کا ذکر کریں گے۔ اس کے صلے میں اللہ تعالےٰ انہیں بہشت میں داخل فرمائیں گے۔ لہٰذا مسجدوں میں حاضر ہو کر نماز پڑھنا اس کے علاوہ اور اذکار الٰہیہ کے کرنے سے بہشت کے داخلہ کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اللھم اجعلنا منہم

مسجد میں خرید و فروخت کرنا منع ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمْ مَنْ یَّبِیْعُ اَوْ یَبْتَاعُ فِی الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا لَا اَرْبَحَ اللّٰہُ تِجَارَتَکَ وَاِذَا رَاَیْتُمْ مَنْ یَّنْشُدُ فِیْہِ ضَالَّۃً فَقُوْلُوْا لَا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیْکَ۔

رواہ الترمذی والدارمی۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی کو دیکھو کہ مسجد میں بیچ رہا ہے۔ یا خرید رہا ہے۔ تو کہدو۔ اللہ تیری سوداگری میں نفع نہ دے۔ اور جب تم دیکھو کہ مسجد میں اپنی گم شدہ چیز کے طلب کرنے کے متعلق اعلان کر رہا ہے۔ تو کہدو۔ اللہ تمہیں واپس نہ دلائے۔

بد دعا کا سبب

یہ ہے کہ مسجد اللہ تعالےٰ کی یاد کے لئے بنائی گئی ہے۔ نہ کہ خرید و فروخت کی منڈی بنائی گئی ہے۔ اور نہ ہی گم شدہ چیزوں کی تلاش کا اڈا بنائی گئی ہے۔

پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں آنیکی ممانعت

عَنْ مُعَاوِیَۃَ بْنِ قُرَّۃَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ ھَاتَیْنِ الشَّجَرَتَیْنِ یَعْنِی الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ وَقَالَ مَنْ اَکَلَھُمَا فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَقَالَ اِنْ کُنْتُمْ لَا بُدَّ اٰکِلِیْھِمَا فَاَمِیْتُوْھُمَا طَبْخًا		رواہ ابو داؤد

ترجمہ۔ معاویۃ بن قرۃ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو درختوں یعنی پیاز اور لہسن سے منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ جو شخص ان دو درختوں کو کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب بھی نہ آئے۔ اور فرمایا۔ اگر تم نے ان درختوں کو ضرور ہی کھانا ہو۔ تو پکا کر ان کی بو ختم کر لو۔

قبرستان اور حمام کے سوا ہر جگہ نماز پڑھنے کی اجازت

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَرْضُ کُلُّھَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَۃَ وَالْحَمَّامَ رواہ ابو داؤد والترمذی والدارمی۔

ترجمہ۔ ابی سعیدؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوائے قبرستان اور حمام کے ساری زمین مسجد ہے۔ (یعنی ہر جگہ نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔)

سات جگہ پر نماز پڑھنے کی ممانعت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّصَلّٰی فِیْ سَبْعَۃِ مَوَاطِنَ فِی الْمَزْبَلَۃِ وَالْمَجْزَرَۃِ وَالْمَقْبَرَۃِ وَقَارِعَۃِ الطَّرِیْقِ وَفِی الْحَمَّامِ وَفِیْ مَعَاطِنِ الْاِبِلِ وَفَوْقَ ظَھْرِ بَیْتِ اللّٰہِ۔

رواہ الترمذی وابن ماجۃ۔

ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ گوبر وغیرہ کوڑا پھینکنے کی جگہ اور جانوروں کے ذبح کئے جانے کی جگہ اور قبرستان اور سڑک کے درمیان میں اور حمام میں اور اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں اور بیت اللہ کی چھت پر۔

مسجدوں میں دنیا کی باتیں کرنے والوں سے ناراضگی

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَکُوْنُ حَدِیْثُھُمْ فِیْ مَسَاجِدِھِمْ فِیْ اَمْرِ دُنْیَاھُمْ فَلَا تُجَالِسُوْھُمْ فَلَیْسَ لِلّٰہِ فِیْھِمْ حَاجَۃٌ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ۔ حسن سے بطریق مرسل روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں پر ایسا زمانہ آئیگا۔ کہ اپنی مسجدوں میں دنیا کی باتیں کریں گے۔ پس ان کے پاس مت بیٹھو۔ اللہ کو ان میں کوئی حاجت نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس ذکر

منعقدہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ ۱۸ جولائی ۱۹۵۷ء عیسوی

ذکر کی ضرورت

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد :- آج جو کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اس کا حاصل یہ ہے کہ اس دور میں اللہ جل شانہٗ کے ذکر کی بہت زیادہ ضرورت ہے - اور روحانی نظام کو جسمانی نظام کے مساوی چلانے کی بالکل اسی طرح ضرورت ہے - جس طرح لنڈی کوتل سے کراچی تک ریل گاڑی کی دو پٹریاں باہم متوازی چلی گئی ہیں کہ نہ ایک دوسری سے کم اور زائد ہیں - اور نہ کبھی آپس میں معارض و متصادم ہوتی ہیں - میں ایک واقعہ عرض کرتا ہوں - سرگودھا کے علاقہ میں فروکہ ایک جگہ ہے - وہاں اپنی جماعت کے بہت سے آدمی ہیں - میں وہاں جایا کرتا ہوں - وہاں کے اصلی باشندے جنگلی لوگ تھے - کہتے ہیں وہاں کبھی کوئی بیمار نہیں ہوتا تھا - دودھ اناج اور سبزیوں پر گزر کرتے تھے - بیماری کا نام نہیں جانتے تھے - یہ سرگودھا، لائلپور، منٹگمری وغیرہ انگریزوں نے آباد کئے ہیں - ورنہ پہلے یہ سب جنگلات تھے - لاہور رہتے ہوئے مجھے چالیس برس ہو گئے ہیں - مجھے یاد ہے لاہور میں پہلے صرف دو حکیم مشہور ہوتے تھے - ایک مفتی سلیم اللہ صاحب مرحوم - دوسرے مرحوم میاں عالم شاہ صاحب اور کوئی طبیب سُنا ہی نہ تھا - اب ماشاء اللہ صرف ہمارے محلہ میں تین ڈاکٹر اور تین طبیب ہیں - اس پر لاہور کے دوسرے محلوں کو قیاس کر لیجئے - اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کل غذائیں ناقص ہوتی ہیں - اس لئے لوگ اکثر امراض میں مبتلا رہتے ہیں - یہی حال اب ہمارے روحانی نظام کا ہے - لوگوں کی اخلاقی حالت روز بروز ابتر ہوتی جا رہی ہے - اس لئے روحانی بیماریاں بکثرت پھیل رہی ہیں - اب جس طرح جسمانی صحت کی بحالی اور درستی کے لئے معالج اور ادویہ درکار ہیں - اسی طرح روحانی صحت کی اصلاح اور بقا کے لیے چارہ جوئی کی ضرورت ہے اور وہ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں بکثرت ذکر الٰہی کرنے سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے - لیکن ظاہر ہے کوئی چیز بغیر سیکھے نہیں آتی - خدا یاد کرنے کے لئے کسی کامل کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے - کامل کی صحبت میں مدت مدید تک رہنے اور اس کے بتائے ہوئے اذکار و اشغال کمانے سے یقیناً روحانی امراض سے نجات حاصل ہو سکتی ہے لیکن ہمارے بعض بھائی بیعت کو بدعت اور محدث خیال کرتے ہیں - یہ چیز صحیح نہیں - بیعت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت موجود ہے - کہ نہ صرف آپ نے اسلام اور جہاد پر بیعت لی - بلکہ نماز اور زکوٰۃ اور مسلمانوں کی بھلائی کرنے تک کی بیعت لی - کتب احادیث میں اس کی تفصیل موجود ہے -

اصل بات یہ ہے کہ میں کہا کرتا ہوں - ہمارے اُن بھائیوں کو بدعت کی تعریف معلوم نہیں - اس ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے - من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو ردٌ - جو شخص ہمارے کام یا دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کرے اور وہ اس کا جزو نہ ہو تو وہ چیز مردود ہے - حضورؐ کے اس ارشاد میں "فی امرنا ھذا" سے یہ چیز صاف ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی نئی چیز ایجاد کر کے اسے دین اسلام کا جزو قرار دے اور ساری امت پر اسے لازم سمجھے - جو کوئی اسے اختیار نہ کرے - اسے لعن طعن کرے اور اسے اسلام سے خارج سمجھے - تو ایسا شخص اسلام کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا - اب جو لوگ حنفی یا قادری نہیں ہیں - ہم ان پر اعتراض نہیں کرتے کیونکہ یہ کوئی اسلام کا جزو نہیں ہیں آپ اتنے لوگ بیٹھے ہیں - میں نے آپ میں سے کبھی کسی کو کہا ہے کہ آپ میرے ہاتھ پر بیعت کریں اور بیعت نہ کرنے والوں کو کبھی اسلام سے خارج کہا ہے - اس لئے یہ چیز بدعت میں شامل نہیں ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے یاد الٰہی کا شوق پیدا ہوتا تھا - اور آپ کی صحبت کی برکت سے انسان روحانی امراض سے پاک ہو جاتا تھا - اب یہ چیز کسباً حاصل کرنا پڑتی ہے - اس کے برعکس ہمارے بعض بھائی نمازوں کے بعد درود شریف کو بآواز بلند پڑھنا - تیجا چالیسواں - گیارہویں وغیرہ دینا ضروری خیال کرتے ہیں جو ایسا نہ کرے اسے بُرا بھلا کہتے ہیں - یہ چیز بے شک من احدث فی امرنا میں داخل ہے تو جیسے میں نے عرض کیا کہ جسمانی بیماریوں کے پھیلنے کی اصل وجہ غذا کی خرابی ہے پہلے شرفا کے گھروں میں آدھی رات کو چکی چلا کرتی تھی اور دودھ بلویا جاتا تھا - گھروں میں دن بھر کام کرنے کی وجہ سے اتنی ورزش ہو جاتی تھی کہ بیماری پاس نہیں پھٹکتی تھی - اس لئے حکیم ڈاکٹر بھی کم تھے - اب لوگ مشین کا جلا ہوا آٹا کھاتے ہیں جس میں طاقت کم ہوتی ہے - دودھ گھی خالص ملتا نہیں اور عورتیں گھروں میں کوئی محنت مشقت کا کام نہیں کرتیں - جس کی وجہ سے دودھ کم اُترتا ہے اور بچہ ابتدا ہی میں کمزور ہو جاتا ہے - ادھر علاج اتنا مہنگا ہے اور ڈاکٹروں کی فیس اتنی زیادہ ہے - کہ ہر کوئی علاج نہیں کرا سکتا ڈاکٹروں کو سوٹ بوٹ کار اور کوٹھی کا خرچ چاہیئے - مجھے یاد ہے ایک دفعہ مولوی حبیب اللہ اور اس کی چھوٹی بہنیں بیمار ہو گئیں - میں مفتی سلیم اللہ کے ہاں انہیں لے گیا - کوئی ۹ بجے کا وقت تھا - مفتی صاحب مریضوں سے فارغ ہو کر بیٹھے ہوئے تھے - ان کے ہاں کسی قسم کا کوئی تکلف نہیں تھا اس وقت لوگوں کی صحتیں اچھی تھیں -

شاذ و نادر ہی کوئی بیمار ہوتا تھا۔ اس لئے حکیم صاحب مریضوں سے ۹ بجے ہی فارغ ہو چکے تھے۔ میرے معزز دوستو! جس طرح غذا کے خراب ہونے کی وجہ سے جسمانی بیماریاں بڑھ رہی ہیں۔ اسی طرح اخلاقی فضا کے خراب ہونے کی وجہ سے روحانی بیماریاں بڑھ رہی ہیں۔ پہلے لڑکیوں میں اتنی شرم اور حیا ہوتی تھی کہ جس گھر میں ان کی منگنی ہوتی تھی۔ وہاں سے عید کے موقعہ پر حجامن کھانا وغیرہ لاتی تھی۔ تو لڑکی کو پتہ چل جاتا تو لڑکی فوراً چھپ جاتی تھی تاکہ حجامن کہیں میرا حلیہ بیان نہ کر دے اور اب تہذیب جدیدیہ کی دلدادہ لڑکیوں کا یہ حال ہے کہ ہار سنگھار کر کے ہونٹوں پر سرخی جما کر باغوں میں سیر کرتی پھرتی ہیں پہلے بھنگنوں چمارنوں کا یہ حال تھا۔ کہ سامنے سے کوئی مرد آ جاتا۔ تو گھونگھٹ چہرہ پر ڈال لیتی تھیں۔ مگر اب شرم و حیا کا نام نہیں رہا۔ بازاری عورتیں تو ہار سنگھار کر کے اپنے گھروں پر بیٹھتی ہیں اور شرفا کی بہو بیٹیاں عام طور پر بازاری عورتوں سے کہیں زیادہ بن سنور کر گلیوں اور بازاروں میں پھرتی ہیں۔ ان حالات میں کسی نوجوان کا ایمان کیسے بچ سکتا ہے اور یہ بھی کوئی مریم علیہما السلام کی صفت سے موصوف نہیں ہیں۔ جنسی کشش دو طرفہ ہوتی ہے۔ میرے ایک پرانے دوست ہیں جو اب بھی کبھی کبھی مسجد میں آتے ہیں۔ انہوں نے اپنا ایک واقعہ سنایا۔ فرمانے لگے۔ میں اللہ اللہ کیا کرتا تھا۔ خدا کے نام کی برکت سے میرے دل میں ایک چراغ روشن تھا۔ ایک دفعہ پانی کے تالاب کی طرف سے آ رہا تھا۔ جب شہری مسجد سے آگے گزرا تو سامنے سے ایک خوبصورت نوجوان لڑکی آ گئی۔ بس میری نظر کا اس پر پڑنا تھا کہ وہ چراغ بجھ گیا اور پھر روشن نہیں ہوا محبوب حقیقی اتنا نازک مزاج ہے۔ اس کی غیرت گوارا نہیں کرتی۔ جو نظر اس کی طرف ہو وہ غیر پر پڑ جائے۔ ہمارے ملک کی اخلاقی حالت بہت خراب ہے۔ اب اپنے ایمان کو بچانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ذکر الہی بکثرت کیا جائے

اسی لئے صوفیائے کرام اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اللہ تعالےٰ کے اذکار کی ایسی تلقین فرماتے ہیں کہ راستہ چلتے ہوئے بھی انسان ذکر الہیٰ میں شاغل اور محو رہے اور کسی غیر کی طرف توجہ ہونے ہی نہ پائے۔ نہ کسی غیر پر نظر پڑے نہ کوئی خیال فاسد ہی آئے اور نہ ایمان میں خلل پڑنے پائے۔ اللھم اجعلنا من اتباعھم۔ ایسی صورت میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے یقین کامل ہے کہ انسان کی روحانی حالت بگڑنے سے محفوظ رہے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں نہ اس قدر لوگوں میں اخلاقی پستی تھی اور نہ مسلمانوں کے اخلاق پر مسموم فضا کا کوئی اثر ہی پڑتا تھا۔ وما علینا الا البلاغ

آخری انتباہ

میں نہ صوفیائے کرام کے مجوزہ اذکار کو جزو اسلام قرار دیتا ہوں۔ اور نہ ان کے نہ کرنے والوں پر کوئی طعن و تشنیع کرتا ہوں۔ والحمد للہ رب العلمین

لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

(از جناب عبدالرحیم صاحب جاوید الہ آبادی پاکستان)

پہلے تو چاہیئے انسان کو انساں ہونا — اور پھر چاہیئے انساں کو مسلماں ہونا

کرنا اس قلب سے پابندیٔ آئینِ نبیؐ — روز و شب دینِ محمدؐ کا نگہباں ہونا

دل میں ڈر رکھنا کسی کا بھی نہ جُز ذاتِ خُدا — روز و شب مستِ مئے تقویٰ و ایماں ہونا

زینۂ عشقِ نبیؐ پہلا یہی ہے اُن پر — مال کا جان کا ماں باپ کا قرباں ہونا

سامنا کرنا پڑے سیلِ حوادث کا اگر — تلخیٔ دور سے ہرگز نہ پریشاں ہونا

دُور اس دُنیا سے تاریکیٔ باطل کرنا — دہر میں شمعِ ہدیٰ بن کے فروزاں ہونا

کُفر جب معرکہ آرا ہو زمانے میں کبھی — آتشِ جذبۂ ایماں کا نمایاں ہونا

دینا کفار کی افواجِ مسلح کو شکست — دینِ یزداں کے لئے حشر بداماں ہونا

درد کو دوسروں کے دیکھنا اور جانا تڑپ — چین ہر قلب کا ہر درد کا درماں ہونا

حور و غلماں کا جنوں سر میں نہ رکھنا ہرگز — قلبِ صادق سے فقط طالبِ یزداں ہونا

اپنا گھر بار لُٹا دینا خُدا کی راہ میں — مرضیٔ حق پہ ہی ہر حال میں شاداں ہونا

کودنا آتشِ نمرود میں بھی مثلِ خلیل علیہ السلام — اس طرح عشق میں مستِ مئے عرفاں ہونا

بننا صدیقؓ سا اس دنیا میں مردِ کامل — منبعِ جود و کرم مرکزِ عرفاں ہونا

مثلِ فاروقؓ عدل کرنا جہاں میں ہر سُو — اور عثمانؓ سا غمخوار غریباں ہونا

صورتِ شیرِ خداؓ نانِ جویں کا کھانا — سیلِ باطل سے مگر دست و گریباں ہونا

بننا شیدائے نبیؐ مثلِ بلالِ حبشیؓ — آتشِ عشق میں پھر سینۂ سوزاں ہونا

سر کٹا دینا ہے جاویدؔ رہِ اُلفت میں — لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

محسنۂ کائنات

قسط نمبر ۲۳

لال الدین اختر بی اے بی ٹی

"بشیر کا بڑا لڑکا انور تپ محرقہ سے بیمار پڑا ہے۔ آج چوتھا دن ہے کہ بخار ایک لمحے کے لئے بھی کم نہیں ہوا۔ بشیر نے گھبرا کر انور کی خالہ زینب (نذیراں کی بہن) کو خط لکھ دیا اور اس کے دو دن بعد صفیہ اور زہرہ کو بھی اطلاع کر دی ۔ مولوی عبدالعزیز کو بھی بلا بھیجا۔ نذیراں اپنے بچے کی تکلیف کو دیکھ کر رات دن روتی ہے اور دعائیں کرتی ہے۔ اس وقت بشیر اور مولوی عبدالعزیز صاحب کو موقعہ ملتا ہے کہ وہ نذیراں کو اُس کے خاصمانہ رویہ کے متعلق اشارۃً ہدایت کریں۔ انور کو زیادہ بیمار پا کر نذیراں کی طبیعت میں بھی قدرے تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔

(ہاجراں باہر گئی ہوئی ہے)

بشیر:۔ (نذیراں کو مخاطب کرکے) انور نے کل سے آنکھ نہیں کھولی۔ بخار پہلے تینوں دنوں سے زیادہ زوروں پر ہے۔

نذیراں:۔ (رو کر) ہاں۔

بشیر:۔ گھبرا کیوں گئی ہو۔ اللہ تعالےٰ مالک ہے۔ موسم ہی کچھ ایسا ہے۔

نذیراں:۔ کڑاہوں تپ چڑھی ہوئی ہے جسم کو ہاتھ نہیں لگتا۔ (آنکھیں پونچھتی ہے)

بشیر:۔ میرا دل چاہتا ہے کہ انور کی خالہ کو بُلا لیں۔ کیونکہ تم بلا وجہ ہی گھبرا رہی ہو۔

نذیراں:۔ آج ہی خط لکھ دو وہ جلد آ جائیں (انور کی چارپائی پر بیٹھ جاتی ہے)

بشیر:۔ تمام گاؤں میں بخار آج کل عام ہے۔ گرمی کی شدت جب ہوتی ہے تو بعض لوگوں کو بخار پڑ ہی جاتا ہے۔ فکر کی کونسی بات ہے اچھا میں ابھی خط لکھ کر ڈاک میں ڈلوا دیتا ہوں۔

(اتنے میں سعید آ جاتا ہے اور ہاجراں بھی پہنچ جاتی ہے)

سعید:۔ (کتابیں طاق میں رکھتے ہی انور کے پاس آ کر) انور۔ انور۔ کیا حال ہے

(بشیر اور نذیراں سعید کو منع نہیں کرتے بلکہ منتظر ہیں کہ سعید کی آواز پر انور آنکھیں کھولے)

انور:۔ (آنکھیں کھول کر) ہاں۔

سعید (چارپائی پر بیٹھ کر) انور۔ حوصلہ کرو۔ تمہارا بخار اُتر جائے گا تو ہم بھی دن تک دوسرے محلے کے لڑکوں سے فٹ بال کا میچ کھیل رہے ہیں۔

(میچ کا نام سُن کر انور کے چہرے پر بشاشت کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔ بشیر اور نذیراں انور کو دیکھ کر خُوش ہو رہے ہیں۔)

بشیر:۔ سعید! انور کو پھر بلاؤ۔

نذیراں:۔ سعید! انور کے قریب ہو کر بیٹھو اور کوئی بات کرو۔

سعید:۔ سنا ہے ان کا فل بیک ناراض ہو گیا ہے۔ اُمید ہے کہ ہم اس دفعہ ضرور میچ جیتیں گے۔

انور۔ (اچھی طرح آنکھیں کھول کر) خالد ناراض ہو گیا ہے۔؟ بہت اچھا۔

(بشیر اور نذیراں اپنے بچے کی گفتگو پر بہت خوش ہیں۔

سعید:۔ ہمارے سیکنڈ ماسٹر نے اس میچ میں ریفری بننا منظور کر لیا ہے۔ اور نوٹس بورڈ پر اعلان چسپاں بھی کیا گیا ہے۔

(یہ سُن کر انور بیٹھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور نذیراں فوراً انور کو قریب جا کر اُٹھاتی ہے اور مُنہ چومتی ہے اور بشیر بھی قریب کی چارپائی پر بیٹھ جاتا ہے۔ اتنے میں مائی ہاجراں بھی قریب آ جاتی ہے)

ہاجراں:۔ (نذیراں کو ہاتھ سے پکڑ کر) بیٹی چھوڑ اپنے بیٹے کو میں پکڑتی ہوں بس میرا لال تو کل تک تندرست ہو جائیگا

(نذیراں اُٹھ کر کھڑی ہوتی ہے اور ہاجراں انور کو گود میں لے کر مُنہ چومتی ہے اور بیٹھ جاتی ہے)

انور:۔ بی بی جی پانی

(نذیراں دوڑ کر پانی لاتی ہے۔ ہاجراں اس کے ہاتھ سے گلاس پکڑ کر انور کو پلاتی ہے)

بشیر:۔ دوائی پلا دیتی

ہاجراں:۔ خیر ہے خدا کے فضل سے پانی بھی دوائی سے زیادہ کام کرے گا۔

(تین چار منٹ کے بعد انور پھر لیٹنے کی خواہش کرتا ہے اور بشیر خط لکھنے میں مشغول ہو جاتا ہے)

(آج بشیر کھیتوں میں نہیں گیا۔ کیونکہ انور پر صبح سے ہی بخار کا بڑا غلبہ ہے۔ صرف سعید کی آمد پر اُس نے آنکھیں کھولیں اور اب پھر بیہوش پڑا ہے حکیم کو بلایا گیا۔ اس نے میعادی بخار تشخیص کیا۔)

بشیر:۔ اماں جان! میں نے زینب کو خط لکھ دیا ہے۔ تاکہ وہ آ کر نذیراں کا حوصلہ بڑھاتی رہے۔

ہاجراں:۔ بیٹا! بہت اچھا کیا۔ دونوں بہنیں انور کی حفاظت کرینگی۔ میرے انور کی دُور بلائیں۔ یا اللہ میرے بشیر کا باغ پھولتا پھلتا رہے۔ بیٹا! زہرہ اور صفیہ کو بھی اطلاع کر دو۔

نذیراں:۔ زینب کب آئے گی؟

(ملاحظہ ہو نذیراں اپنی بہن کا پوچھتی ہے مگر بشیر کی بہنوں کا نام سُن کر ان کے بلانے کی تائید بھی نہیں کرتی۔)

بشیر:۔ میں نے لکھ دیا ہے کہ جلد آ جاؤ۔ انور چار دن سے بیمار ہے۔ نذیراں گھبرائی ہوئی ہے

(یوں یوں شام کا وقت آتا جاتا ہے۔ بشیر۔ نذیراں اور ہاجراں غم و فکر سے سہمے جا رہے ہیں۔ آج شام کو چند ایک پڑوسنیں بھی انور کی عیادت کو آئیں۔ حکیم صاحب کو دوبارہ بلایا گیا۔ اُس نے دوائی اور پرہیزی خورد و نوش کے علاوہ پاشویہ کی تاکید کی اور چلا گیا۔)

نذیراں:۔ روٹی کھا لو (خود رونے لگتی ہے)

ہاجراں:۔ بیٹی! میرے انور کو اللہ تعالےٰ جلد آرام دے دیگا تو اتنا کیوں گھبراتی ہے اس گاؤں کے بچوں کو بخار عام ہے۔

نذیراں۔ (سسکتے ہوئے) حکیم کیا بتا گیا ہے؟

بشیر:۔ حکیم صاحب بتا گئے ہیں۔ کہ دوائی کے علاوہ آج پاشویہ بھی کرو۔ تاکہ دماغ پر بخار کا اثر کم ہو۔ لہذا پاشویہ گرم رکھ دو۔ میں نماز پڑھ کر روٹی کھاؤں گا (اتنے میں پاشویہ تیار ہو جائے گا)

(بشیر مسجد کو چلا جاتا ہے)

ہاجراں:۔ بیٹی نذیراں! نماز پڑھ کر میرے انور کی صحت کے لئے دعا کرنا۔

(نذیراں یہ سُن کر خاموشی سے اُٹھ کر وضو میں مشغول ہو جاتی ہے اور اس کے بعد ہاجراں اُٹھتی ہے۔)

نوٹ:۔ قارئین کرام نے ضرور دیکھا ہوگا کہ نذیراں جو اس سے پہلے اپنی ساس ہاجراں کی ہر بات پر مخالفت کرتی تھی۔ اور اپنے دیور سعید کو اپنا بلا وجہ دشمن سمجھتی تھی۔ اب اپنے بیٹے انور کی بیماری کی وجہ سے ان

ان دونوں کے ساتھ نرمی سے سلوک کرتی ہے۔ ہاں ارضی و سماوی آفات کا نزول اگر کسی کے بگڑے ہوئے مزاج کو ٹھیک کر دے تو پھر بھی بڑی خوش نصیبی ہے ورنہ موجودہ زمانے میں ایسے سرکش افراد کثرت سے پائے جاتے ہیں جو آزمائش کے موقعہ پر بھی نرم نہیں ہوتے۔ میں نے بعض عورتوں کو انتہائی مصیبت پر بھی اپنی نندوں اور ساسوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے نہیں دیکھا۔

(بشیر نے نماز کے بعد روٹی کھائی اور انور کو پاشویہ کرانے کے لئے تیار ہو گیا۔ ہاجراں انور کو گود میں لے کر بیٹھ گئی اور نذیراں ساتھ کھڑی ہو گئی انور پر بیہوشی کا عالم طاری ہے۔ گردن کبھی بائیں۔ اور کبھی دائیں کندھے پر جُھک پڑتی ہے۔ آنکھیں بند ہیں۔ نذیراں نے اب ایک ہاتھ انور کے سر پر رکھا اور دُوسرا مُنہ پر پھیرا

نذیراں:۔ میں صدقے۔ میں واری (آنسو پونچھتی ہے۔ اتنے میں سعید بھی باہر سے آ جاتا ہے۔ اور گھبرا کر خاموش کھڑا ہو جاتا ہے۔ مگر نذیراں سعید کو کہتی ہے کہ انور کو بلاؤ۔)

سعید:۔ انور۔ انور۔

انور:۔ (نیم وا آنکھوں سے دیکھ کر) ہوں

سعید:۔ انور ہم نے میچ جیت لیا۔

(انور:۔ میچ کا نام سُن کر پوری ہمت سے آنکھیں کھولتا ہے۔ اور گردن ہلا کر مسکراتا ہے)۔

نذیراں:۔ سعید! تیرا آنا بڑا مبارک ہے۔ انور کے پاس بیٹھ جاؤ۔

(خیر سعید بیٹھ گیا ہے۔ مگر انور پر وہی بیہوشی طاری ہے۔ رات آ گئی۔ صبح تک انور کی تکلیف میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ آج تقریباً ساتواں دن ہے۔ بخار میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ بشیر بچارا صبح سویرے ہی حکیم کے پاس چلا گیا۔ حکیم صاحب نے آ کر نبض پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ دروازہ کھلا۔ زینب اور اُس کا خاوند پہنچ گئے۔ علیک سلیک کے بعد خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ زینب۔ ہاجراں اور نذیراں کے گلے میں ملی۔ ہاجراں نے زینب کے سر پر ہاتھ پھیرا اور تسلی دی۔ حکیم کے جانے کے بعد زینب نے انور کا مُنہ چُوما اور مغموم ہو کر پاس بیٹھ گئی۔ فی الواقعہ خالہ جی اپنے پہلو میں ماں کا سا دل رکھتی ہے۔ ماں کے بعد خالہ کا دل مخلصانہ جذبات کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ انور کی حالت دیکھ کر زینب کا رنگ غم کی وجہ سے اُڑ گیا۔ اس کا سر دبانے لگی اور نذیراں کو حوصلہ دینے لگی۔ آج انور کو اسہال بھی شروع ہو گئے اور حالت بھی پہلے سے زیادہ خراب ہو گئی۔

اہلِ خانہ آج بہت گھبرا گئے۔ زہرہ اور صفیہ بھی شام تک آ گئیں۔ اُن بیچاریوں پر بھی فکر و الم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ کہیں اونچی آواز سے سانس تک نہیں لیتیں اور انور کی مٹھی چاپی میں مصروف ہیں۔ اگلے دن محلے میں انور کے بیمار ہونے کا عام چرچا ہو گیا۔ عورتیں اور مرد عیادت کے لئے آنے جانے لگے بشیر نے آج کے دن بڑا حوصلہ کیا۔ مگر آخر باپ تھا۔ انور کی چار پائی سے ادھر اُدھر ہوتا تو اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑتے۔ ارادہ کیا کہ مولوی عبدالعزیز کو فوراً بلایا جائے۔ لہذا ایک آدمی کو بھیجنے کا انتظام کیا گیا۔ اگلی صبح تک مولوی صاحب تشریف لے آئے۔ سب نے مولوی صاحب کی آمد کو ہمیشہ ہی با برکت سمجھ رکھا تھا۔ اب تو اور بھی زیادہ عقیدت سے ان کا خیر مقدم کیا گیا۔ حاضرین کو یقین تھا کہ اب اس گھر سے آفتیں بھاگ جائیں گی۔ نذیراں جس کے حق میں انور کی بیہوشی سوہانِ رُوح ثابت ہو رہی تھی۔ مولوی عبدالعزیز کی آمد پر بہت خوش ہوئی۔ مولوی صاحب نے آنے کی تھوڑی دیر بعد اہل خانہ کو مخاطب کر کے ناصحانہ انداز میں گفتگو شروع کر دی۔)

مولوی عبدالعزیز:۔ اماں جان! آپ نے بڑا زمانہ دیکھا ہے کہ ہزاروں دکھ درد سہے ہوں گے۔ نذیراں اور بشیر انور کی حالت کو دیکھ کر بہت زیادہ گھبرا رہے ہیں۔ بیماری کسی کا کچھ بھی نہیں بگاڑتی۔ ہر چیز کا وقت مقرر ہے۔ انور کو میعادی بخار ہے۔ انشاء اللہ اپنے وقت میں اُتر جائے گا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے ہر کام میں حکمت کے جوہر ہوتے ہیں وہ اپنی مخلوق کو کئی طرح سے آزماتا رہتا ہے۔ مصیبت کو ثابت قدمی سے برداشت کرنا۔ مالک حقیقی کی غیبی تائید کا منتظر رہنا زبان پر حرفِ شکایت نہ لانا اور اسی طرح حصولِ مراد پر اس کا شکریہ بجا لانا اس کے مقبول اور برگزیدہ بندوں کی علامات میں سے ہیں۔

ہاجراں:۔ ہاں بیٹا! یہ سب کچھ صحیح اور درست۔ مگر ماں باپ کا دِل بچوں کی تکلیف پر بے قابو ہو جاتا ہے۔ میں تو بیٹی نذیراں کو بہتیرا سمجھاتی ہوں۔ مگر وہ غم سے پاگل ہو رہی ہے۔ بشیر کا چہرہ دیکھو کہ بالکل اُتر گیا ہے۔ مولوی صاحب مجھے اللہ تعالےٰ کی رحمت سے پوری اُمید ہے کہ میرے بشیر کا گھر ہمیشہ آباد رہے گا۔

مولوی عبدالعزیز:۔ بھائی بشیر! صدقات و خیرات بلاؤں کو اکثر دُور کرتے ہیں۔ میں تو مشورہ دوں گا کہ آپ حسب توفیق رضائے الٰہی کے لئے غربا اور مساکین کی ضرور خدمت کریں اور اس کے علاوہ تمام اہلِ خانہ خدا تعالےٰ کے حضور میں کثرت سے دُعا مانگیں۔ تاکہ اس کی ناراضگی ہم سے دُور ہو جائے۔

نذیراں:۔ (روتے ہوئے) بھائی صاحب میرے گھر کی ہر چیز خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دو۔ مگر میرا انور (رونے کی وجہ سے آواز بند ہو گئی۔

مولوی عبدالعزیز:۔ بہن نذیراں! آپ گھبرائیں نہیں۔ اللہ تعالےٰ بہتر ہی کریگا۔

بشیر:۔ جیسا آپ فرمائیں۔ اُسی کے مطابق کیا جائے۔

مولوی عبدالعزیز:۔ مسجد کے طلبہ اور محلے کے چند مستحق غریبوں اور یتیموں کو دعوت طعام دے دیں۔ اور اس کے علاوہ اُسی موقعہ پر ان کی اور بھی مالی امداد کی جائے۔ یا بعض محتاج گھروں میں گندم وغیرہ بھیجی جائے + بلکہ میرا تو خیال ہے کہ زینب، زہرہ اور صفیہ کی آمد میں ہی رحمتِ خداوندی مضمر ہے۔ ان بیچاریوں کا اس گھر میں آ کر پانی کا گھونٹ تک پینا بھی اہلِ خانہ کے لئے ہزار برکت کا باعث ہے حقیقت ہے کہ وہ گھر بڑے ہی منزلِ برکات ہیں۔ جن میں نواسے۔ نواسیاں۔ بہنیں اور باقی مستحق قریبی رشتہ دار آئیں جائیں +

(باقی آئندہ)

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے فضائل

(از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن)

(نمبر ۱۲)

حدیث نمبر ۳ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدم کے بیٹے - تو ضرورت سے زائد مال کو خرچ کر دے - یہ تیرے لئے بہتر ہے اور تو اس کو روک کر رکھے تو یہ تیرے لئے بُرا ہے اور بقدر کفایت روکنے پر ملامت نہیں اور خرچ کرنے میں جن کی روزی تیرے ذمہ ہے ان سے ابتدا کر (کہ ان پر خرچ کرنا دوسروں سے مقدم ہے)

حقیقت یہی ہے کہ اپنے سے جو مال زائد ہو وہ جمع کرکے رکھنے کے واسطے ہے ہی نہیں - اس کے لئے بہتر بات یہی ہے کہ وہ اللہ کے بنک میں جمع کرا دیا جائے - جس کو کوئی زوال نہیں - اس پر . . . . کوئی آفت نہیں آتی اور ایسے سخت مصیبت کے وقت کام آنے والا ہے - جس وقت کے مقابلے میں یہاں کی ضرورتیں کچھ بھی نہیں ہیں - اور وہاں اس وقت کھانے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے - اثاثہ صرف وہی ہوگا جو اپنے ساتھ لے گیا۔

دوسری چیز اس حدیث شریف میں یہ ہے کہ بقدر کفالت روکنے پر ملامت نہیں یعنی جتنے کی واقعی ضرورت ہو کہ اس کے بغیر گزر مشکل ہو یا دستِ سوال دراز کرنا پڑے اس کو محفوظ رکھنے پر الزام نہیں ہے - اور جن کی روزی اپنے ذمہ ہے - اہل و عیال ہوں یا دوسرے لوگ ہوں حتیٰ کہ جانور بھی اگر محبوس کر رکھا ہے تو اس کی خبرگیری بھی اپنے ذمہ ہے اس کو ضائع اور برباد کرنے کا گناہ اور وبال ہوتا ہے - حدیث پاک میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ آدمی کے گناہ کے لئے یہی بہت ہے کہ جس کی روزی اس کے ذمہ ہو اس کو ضائع کر دے -

ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے ساتھ ایک سفر میں جا رہے تھے - کہ ایک شخص اپنی اونٹنی کو کبھی اِدھر کبھی اُدھر لے جاتے تھے - اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے پاس سواری زائد ہو وہ اس کو دیدے جس کے پاس سواری نہیں ہے حتیٰ کہ ہمیں یہ گمان ہونے لگا کہ آدمی کا اپنی ضرورت سے زیادہ میں کوئی حق ہی نہیں -

حدیث نمبر ۴ - عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ طیبہ میں حضورؐ کے پیچھے عصر کی نماز پڑھی - حضورؐ نے نماز کا سلام پھیرا اور تھوڑی دیر بعد اُٹھ کر نہایت عجلت کے ساتھ لوگوں کے مونڈھوں پر کو گزرتے ہوئے ازواجِ مطہرات کے گھروں میں سے ایک گھر میں تشریف لے گئے - لوگوں میں حضورؐ کے اس طرح جلدی تشریف لے جانے سے تشویش پیدا ہوئی کہ نہ معلوم کیا بات پیش آگئی - حضورؐ مکان سے واپس تشریف لائے تو لوگوں کی حیرت کو محسوس فرمایا - اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا - کہ مجھے سونے کا ایک ٹکڑا یاد آگیا تھا جو گھر میں رکھا تھا مجھے یہ بات گراں گزری - (کہ کبھی مجھے موت آجائے اور وہ رہ جائے اور میدانِ حشر میں اس کی جوابدہی اور اس کا حساب) مجھے روک لے - اس لئے اس کو جلدی بانٹ دینے کو کہکر آیا ہوں -

اسی قصّہ میں دوسری حدیث میں ہے کہ مجھے یہ بات ناپسند ہوئی کہ کہ کہیں میں اس کو بھول جاؤں اور رات کو میرے پاس رہ جائے - اس سے بھی بڑھ کر ایک اور قصّہ حدیث میں آیا ہے - حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ کی بیماری میں حضورؐ کے پاس چھ اشرفیاں تھیں (اسی وقت کہیں سے آگئی ہونگی) حضورؐ نے مجھے حکم فرمایا کہ ان کو جلدی بانٹ دو - حضورؐ کی بیماری کی شدت کی وجہ سے مجھے ان کو تقسیم کرنے دیں - میں نے عرض کیا آپ کی بیماری نے بالکل مہلت نہ دی فرمایا اُٹھا کر لاؤ - اُن کو لے کر ہاتھ پہ رکھا اور فرمایا کہ اللہ کے نبی کا کیا گمان ہے - (یعنی اس کو کس قدر ندامت ہوگی) اگر وہ اس حال میں اللہ تعالےٰ سے ملے - کہ یہ اس کے پاس ہوں -

ایک اور حدیث میں حضرت عائشہؓ سے اسی قسم کا ایک قصّہ نقل کیا گیا - جس میں وارد ہے کہ رات ہی کو کہیں سے اشرفیاں آگئی تھیں - حضورؐ کی نیند اُڑ گئی جب آخر شب میں میں نے ان کو خرچ کر دیا جب نیند آئی - حضرت سہل فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے پاس سات اشرفیاں تھیں - جو حضرت عائشہ کے پاس رکھی تھیں - حضورؐ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ وہ علیؓ کے پاس بھیج دو - یہ یہ فرمانے کے بعد حضورؐ پر غشی طاری ہوگئی جس کی وجہ سے حضرت عائشہ اس میں مشغول ہوگئیں - تھوڑی دیر میں افاقہ ہوا تو پھر یہی فرمایا اور پھر غشی ہوگئی - بار بار غشی ہو رہی تھی آخر حضورؐ کے بار بار فرمانے پر حضرت عائشہؓ نے حضرت علیؓ کے پاس وہ بھیج دیں - انہوں نے تقسیم فرما دیں - یہ قصّہ تو دن میں گزرا اور شام کو کہ دوشنبہ کی رات کو حضورؐ کی زندگی کی آخری رات تھی - حضرت عائشہؓ کے گھر میں چراغ میں تیل بھی نہ تھا - ایک عورت کے پاس چراغ بھیجا کہ حضورؐ کی طبیعت زیادہ خراب ہے - وصال کا وقت قریب ہے - اس میں گھی ڈال دو کہ اسی کو جلالیں - حضرت ام سلمہؓ سے اسی قسم کا اور قصّہ نقل کیا گیا ہے - وہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ تشریف لائے اور آپ کے چہرہ مبارک پر تغیّر (گرانی) کا اثر تھا - میں یہ سمجھی کہ طبیعت ناساز ہے - میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے چہرہ مبارک پر کچھ گرانی کا اثر ہے - کیا بات ہوئی - فرمایا سات دینار رات آگئے تھے وہ بستر کے کونے پر پڑے ہیں - اب تک خرچ نہیں ہوئے - حضورؐ کی خدمت میں ہدایا تو آتے ہی رہتے تھے - لیکن دن ہو رات ہو، صحت ہو بیماری ہو اس وقت تک طبیعت مبارک پر بوجھ رہتا تھا جبتک وہ خرچ نہ ہو جائیں اور حد سے کہ اپنے گھر میں بیماری کی شدت میں رات کو جلانے کو تیل بھی نہیں لیکن سات اشرفیاں

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

سکونِ قلبی محض ذکر اللہ میں ہے!

(از جناب محمد سعید احمد صاحب بانی مبانی و مہتمم مدرسہ عربیہ رحیمیہ تعلیم القرآن ڈونگہ بونگہ ضلع بہاولنگر)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

امابعد۔ فعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اَلَا بِذِکْرِ اللہِ تطمئن القلوب۔

میرے محترم بزرگو اور مسلمان بھائیو۔ مَیں نے بڑے بڑے تجّار۔ زمیندار۔ ملازمین پیشہ کو دیکھا کہ وہ اپنے اپنے کام میں بڑی تگ و دوڑ اور کوششیں کرتے ہیں کہ ہم زیادہ سے زیادہ روپے کما کر اعلیٰ کوٹھیوں میں بیٹھ کر سکون اور اطمینان سے زندگی بسر کریں۔ تجارت و زراعت اور ملازمت کے تمام کاروباریوں کو دیکھا کہ وہ اپنے اپنے کام میں اتنے منہمک ہیں کہ بیچارے جماعت سے نماز پڑھنا تو درکنار سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے ان کو اتنی فرصت ہی نہیں ملتی کہ وضو کر کے دو رکعت نماز ہی ادا کر لیں۔ مشاہدہ کی بات ہے کہ اگر کسی کی دوکان میں ہزار روپے کا مال ہے تو وہ کوشش کرتا ہے کہ دو ہزار بنا لوں اور جس کے پاس لاکھ روپے ہیں وہ کوشش میں ہے کہ دو لاکھ کی مالیت کا مالک بن جاؤں اور جس کے پاس کروڑ روپے کی مالیت کا مال دوکان میں ہے وہ دو کروڑ بنانے کی جدوجہد میں ہے۔ اسی طرح جس کی تنخواہ یکصد روپے ہیں وہ کوشش میں لگا رہتا ہے کہ دوصد روپے ہو جائیں۔ اور جس کی ہزار روپے ماہوار ملازمت ہے پیٹ اُس کا بھی نہیں بھرتا۔ وہ بھی زائد کی جدوجہد میں لگا رہتا ہے۔

اسی طرح زمیندار کا حال ہے کہ اگر ایک مربع زمین ہے تو ہر وقت دو مربع بنانے کے خیال میں لگا رہتا ہے اور جس کے پاس ہزار ایکڑ زمین ہے۔ وہ دو ہزار کی فکر میں ہے غرضیکہ ہر شخص زائد کی فکر میں ہی لگا رہتا ہے۔ کوٹھیوں میں رہنے والے کاروں میں سفر کرنے والے ہیٹ۔ پتلون پہننے والے بڑے بڑے عہدہ دار اور بڑے بڑے زمیندار اور تاجروں کو جب اندر سے ٹٹولا تو ان جیسا دُکھیا دُنیا بھر میں کوئی نہ ہو گا۔ حتّٰی کہ بادشاہوں کو دیکھا تخت و تاج اور فوج کے مالک زر و زمین باغات ہر طرح کے مویشی بے شمار اور بڑی بڑی سلطنتوں کے مالک مگر سکون قلبی کسی کو بھی میسّر نہیں ہر شخص جو بھی دُنیا داروں کو خانگی معاملات کی اتنی فکر اور غم ہوتا ہے کہ لکڑی کے گھن کی طرح اندر ہی اندر غمگین رہ کر جلتے رہتے ہیں۔ بس ہیٹ پتلون کوٹھی موٹر کی ظاہری ٹیپ ٹاپ ہوتی ہے ان جیسا دُکھیا جہان میں تلاش کریں تو نہیں ملتا۔ اگر ان جیسا دُکھیا ملے گا تو جہنم میں بے شک ملے گا۔ ورنہ تو اس جہان کے اندر ان جیسا دُکھیا ملنا محال ہے

م دُنیا دار ہے ہل من مزید کا نعرہ لگاتا ہے اور زیادہ سے زیادہ کمانے کا فکر اس کے سر پر مسلط رہتا ہے۔ اس کے علاوہ

علاوہ اور فکروں اور مصیبتوں کے زیادہ سے زیادہ روپے کمانے کی دُنیا دار کو ہر وقت بڑی ہی دُھن رہتی ہے۔ چاہے جتنا بھی کما لے اور کتنا ہی روپیہ بیٹھا ہو۔ مگر وہ ہر وقت ہل من مزید کے فکر میں ہی رہے گا۔ سکونِ قلبی قطعاً ذرہ بھر بھی دُنیا دار کو نصیب نہیں لکھا ہے کہ دوزخ کے اندر اللہ تبارکُ تعالےٰ جن اور انسان بے شمار ڈالیں گے۔ ہر مرتد کافر مشرک کو دوزخ کے اندر ڈالا جائے گا۔ پھر بھی دوزخ کا پیٹ نہیں بھرے گا۔ اور ہل من مزید پکاریگا۔ پھر اس کے اندر بڑے بڑے پتھر بھرے جائیں گے۔ پھر پوچھا جائے گا کہ اے دوزخ تیرا گزارہ ہو گیا۔ مگر دوزخ کا پیٹ باوجود کثیر جنّات و انسان و پتھروں کے ڈالنے کے ہرگز نہیں بھرے گا۔ اور وہ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ کا نعرہ ہی لگاتا رہے گا۔ بعد ازاں اللہ تبارک و تعالےٰ اس پر اپنا قدم رکھیں گے تو وہ پکار اُٹھے گا قط و قط یعنی بس بس اسی طرح اے دُنیا دارو جتنے بھی روپے کما لو، تجارتوں کو زیادہ سے زیادہ فروغ دے لو۔ اور کثرت سے زمین لاکھوں نہیں کروڑوں ایکڑ مہیّا کر لو مگر پھر بھی سکون قلبی حاصل نہیں ہو گا۔ تمہارے پیٹ بھی ایک طرح کے چھوٹے دوزخ ہیں۔ ان کے اندر جب تک اللہ کے نام لینے کی برکت میسّر نہ ہو گی سکون قلبی قطعاً نہیں ہو گا۔ بڑا دوزخ اس وقت نہیں بھرا جس وقت تک کہ اللہ تعالےٰ نے اپنا قدم مبارک نہیں رکھا۔ اور تمہارا چھوٹا دوزخ یعنی پیٹ بھی اس وقت تک نہیں بھرے گا جب تک کہ اللہ تعالےٰ کا نام لے کر اور اس پاک ذات کے اسم مبارک کو کثرت سے ذکر کر کے برکت حاصل نہیں کی جائے گی اللہ تعالےٰ کا نام پاک کثرت سے لینے سے قلب کے اندر نور پیدا ہوتا ہے۔ جس سے سکونِ قلبی حاصل ہوتا ہے۔ اور طرح طرح کے انوار، تجلّیات اس کے نام لینے کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔ اے دنیا دارو جس طرح تجارت، زراعت، ملازمت کے کچھ قواعد ہیں اسی طرح اللہ کا پاک نام لینے کے بھی کچھ قواعد اور طریقے ہیں۔ اور یہ طریقہ اللہ والوں کی دُکان سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اللہ والوں کے جوتوں کی خاک میں وہ موتی ملتے ہیں جو بادشاہوں کے تخت و تاج میں نہیں ملتے۔ اگر اللہ والوں کی صحبت ایک ساعت بیٹھ کر حاصل کی جائے تو وہ چیز حاصل ہو جاتی ہے۔ جو صدیوں محنت و ریاضت سے نصیب نہیں ہوتی ؎

یک زمانہ صحبت با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حکایت۔ بایزید بسطامیؒ جنگل میں گئے تو ایک طوطی پنجرہ میں بند لا الہ الا اللہ کا ذکر کر رہی تھی۔ فرمایا شیخ نے اے طوطی اللہ کے نام لینے کے کچھ طریقے اور قاعدے ہیں کیا تم نے کسی شیخ سے سیکھے ہیں۔ عرض کی کہ حضور نہیں۔ آپ ہی میرے شیخ ہیں مجھے ذکر کا طریقہ بتلائیے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر سکھایا۔ طوطی نے سیکھ کر ذکر کیا تو لا الہ الا اللہ سے پنجرہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور محمد رسول اللہ کہنے کے وقت آسمان زمین کے درمیان پرواز کرنے لگی۔ اسی طرح اگر شیخ کامل مل جائے تو اس کے ذکر بتلانے اور ذکر کرنے کی برکت سے دشمن شیطان کے پنجرہ سے آزادی مل جائے۔ اور محمدیؐ شریعت کو اپنا لینے کی توفیق حاصل ہو جائے اور ذکر متواتر کرنے کی برکت سے اطمینان اور سکون قلبی حاصل ہو جائے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ

کا پاک نام لینے سے اپنے مالک سے محبت ہو جاتی ہے اور پھر ایسی محبت گھر کر جاتی ہے کہ قلب اللہ کے عشق و محبت سے لبریز ہو جاتا ہے۔ اور غیر کی محبت یا غیر کا خیال نہیں آتا۔ واقعہ لکھا ہے۔ کہ ایک بزرگ کے پاس کہیں سے بڑا قیمتی لعل نذرانہ میں آیا آپ نے حسب دستور خادم کے حوالہ کر دیا۔ چند دنوں کے بعد خادم نے اطلاع دی کہ لعل گم ہو گیا۔ بزرگ سرنگوں ہو کر مراقب ہوئے۔ اور تھوڑی دیر بعد فرمایا الحمد للہ چند دنوں کے بعد لعل مل گیا تو خادم نے اطلاع ملنے کی دی۔ آپ نے پھر سر جھکایا اور مراقب ہو کر فرمایا الحمد للہ۔ خادم بولا حضور ملنے پر الحمد للہ تو ٹھیک فرمایا مگر گم ہونے پر بھی جناب نے الحمد للہ فرمایا۔ اس میں کیا حکمت ہے۔ فرمایا میں نے نہ ملنے پر الحمد للہ کہا اور نہ ہی گم ہونے پر الحمد للہ کہا۔ بلکہ اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھا تھا۔ ماشاء اللہ اپنے مالکِ حقیقی کی محبت سے لبریز تھا۔ اور لعل کے گم ہونے اور ملنے کی خیال تک ذرہ برابر بھی قلب میں گنجائش نہ تھی۔

سبحان اللہ ذکر کی برکت سے دُنیا کی ذرہ برابر بھی وقعت دل میں نہیں رہتی۔ انسان ذاکر بالکل مستغنی ہو جاتا ہے۔ اپنی معمولی سے معمولی گودڑی پر اور خشک روٹی کے ٹکڑے پر اس طرح قناعت کر کے گزارہ کرتا ہے۔ جیسے کہ بادشاہ غالیچوں اور اعلےٰ درجہ کے لباسوں اور طرح طرح کے کھانوں میں گزارہ کرے۔ بلکہ اپنی مسکینی حالت میں بادشاہ سے بھی بدرجہا اعلیٰ زندگی بسر کرتا ہے۔

ایک واقعہ لکھا ہے کہ بادشاہ اپنے ریشمی کپڑوں اور خیالوں میں اعلےٰ درجہ کے محلات میں سردیوں میں آرام کر رہا تھا کہ آدھی رات کو اچانک آنکھ کھلی۔ تو محل کے طاقچوں میں بالا خانوں سے دیکھا کہ نیچے ایک فقیر بھٹی میں سر دے کر سو رہا ہے۔ صبح فقیر کو بُلا کر پوچھا کہ رات کیسے گزری فرمایا کچھ تیرے جیسی کچھ تیرے سے اچھی رات گزری ہے۔ بادشاہ حیران ہُوا کہ میرے جیسی کیسے اور پھر کچھ اچھی کیسے۔ فرمایا جب سو گئے تو نیند کے بعد اعلےٰ درجہ کے غالیچوں اور ریشمی رضائیوں میں سونے والا اور فرش پر سونے والا ایک برابر ہیں۔ اس لحاظ سے تو کچھ تیرے جیسی گزری اور جب بیداری ہوئی تو میں ذاکر رہا اور تو غافل رہا اس لئے کچھ تیرے سے اچھی رات گزری۔ سبحان اللہ ذاکرین کو کس طرح کا سکون اور اطمینانِ قلب حاصل ہو جاتا ہے۔

ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک ذاکر فقیر نے قسم کھائی۔ کہ جب تک اسے باری تعالےٰ آپ اپنے دستِ قدرت سے نہیں کھلائیں گے پلائیں گے بندہ واللہ باللہ نہ کھائے گا۔ اور نہ ہی پئے گا یہ کہہ کر جنگل میں جا بیٹھا سات روز گزر گئے۔ مگر اللہ کا بندہ اپنی قسم پر ڈٹا رہا۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت کا سمندر جوش میں آیا بارش ہوئی اور پانی اتنی کثرت سے برسا کہ اس کے مُنہ تک پہنچ گیا۔ بندہ ذاکر نے مُنہ بند کر لیا۔ حتیٰ کہ مُنہ سے جب اُوپر گزرا تو مُنہ خواہ مخواہ سانس بند ہونے کی وجہ سے کھل گیا۔ خوب پیٹ پانی سے خواہ مخواہ بھر گیا۔ پھر کیا دیکھتا ہے کہ ایک طشت طرح طرح کے پھلوں سے بھرا ہُوا اور رومال ریشمی سے ڈھکا ہُوا تیرتا آرہا ہے۔ اور اُس کی خوشبو دور تک مسرور کر رہی ہے۔ اس بندہ کی طرف آرہا ہے۔ اس نے جلدی سے پکڑا۔ اور کھانا شروع کر دیا۔ آواز آئی میرے پیارے بندے قسم ہے مجھے میرے جلال کی اگر کچھ تھوڑا سا بھی توقف کرتا تو اپنے دستِ قدرت سے ہی تجھے خود کھلاتا۔ سبحان اللہ ذاکرین کی کیا شان ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے ہاں کیسے کیسے مرتبے اور درجے ہیں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ۝ اور دوسری جگہ ذاکرین کی شان اس طرح فرمائی۔ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ۔ ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالےٰ نے حکم فرمایا ہے۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا۔ اور اپنے بندوں کو فرماتے ہیں۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا۔

(باقی پھر)

(بقیہ اللہ کی راہ میں خرچ صفحہ ۱۳ سے آگے)

موجود ہونے پر بھی گھی کی ضرورت کا نہ حضورؐ کو خیال آیا نہ اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ ہی کو یاد آیا کہ تھوڑا سا تیل بھی منگا لیں۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائپوری نور اللہ مرقدہٗ کے متعلق سُنا ہے کہ حضرت کے پاس فتوحات کی کثرت تھی اور جب کچھ جمع ہو جاتا تو بہت اہتمام سے اس کو خیر کے مواقع میں تقسیم فرما دیا کرتے۔ اس کے بعد پھر کہیں سے کچھ آجاتا تو چہرہ مبارک پر گرانی کے آثار ہوتے اور ارشاد فرماتے کہ یہ اور آگیا۔ آخر میں حضرت نے اپنے پہننے کے کپڑے بھی تقسیم فرما دیئے اور اپنے مخصوص خادم حضرت مولانا عبد القادر صاحب زاد مجدہم سے فرمایا تھا کہ بس اب تو تم سے کپڑا مستعار لے کر پہن لیا کروں گا۔ اللہ کے اولیاء کی شانیں اور انداز بھی عجیب ہُوا کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک ولولہ ہے کہ جیسے آئے تھے ویسے ہی واپس جائیں۔ اس دُنیا کے متاع کا ذخیرہ ملک میں نہ ہو۔

(باقی پھر)

بقیہ احادیث الرسول صفحہ ۲ سے آگے

وَفِی المتفق علیہ قَالَ یا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ لَا اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَ یا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا یا عَبَّاسَ ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِیْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَیا صَفِیَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَ یا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ سَلِیْنِیْ مَا شِئْتِ مِنْ مَالِیْ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ

اور بخاری و مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا اے قریش کی جماعت!

اپنی جانوں کو (مجھ پر ایمان لاکر) خرید لو (یعنی دوزخ کی آگ سے اپنے آپ کو بچا لو) میں تم سے دوزخ کے عذاب میں سے کچھ بھی دُور نہیں کر سکتا اور اے عبد مناف کی اولاد میں تم سے خدا کے عذاب کو دفع نہیں کر سکتا۔ اے عباس بن عبد المطلب میں تم کو خدا کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ اور اے صفیہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی) میں تم کو خدا کے عذاب سے نہیں بچا سکتا اور اے محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ! میرے مال میں سے جو کچھ تو چاہے مانگ لے۔ لیکن تجھ کو خدا کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔

بیت اللہ کی قدامت اور عظمت

از قلم جناب
ابو المکارم صاحب
(کبیر والا)
ملتان

ہمیں افسوس ہے کہ یہ مضمون عید الضحیٰ نمبر میں شائع نہ ہو سکا چونکہ مضمون کی افادیت اب بھی باقی ہے۔ اس لئے اس کو اس شمارہ میں شائع کیا جا رہا ہے ———

خلاق عالم نے تخلیق کائنات کے موقعہ پر ہی نوع انسان کی خاطر کرہ ارض پر توحید کے ایک محسوس مرکز کا تعین کر لیا تھا۔ مگر اس کی تعمیر حضرت آدمؑ کے ہاتھوں سے کروانی مقصود تھی۔

جب ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام جنہیں ملائکہ کے قبلہ اور جہت سجود ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔ منصب خلافت پر فائز ہو کر زمین پر تشریف لائے۔ تو کچھ عرصہ کے لئے اس عالم اسباب میں حیران و پریشان پھرتے رہے۔ اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ خدائے واحد کے سامنے جھکنے والی جبینوں کا ذوق جبہ سائی تھا۔ جو انہیں قبلہ گاہ عالم کی طرف کشاں کشاں لے آیا تھا۔

جن وانس کے تخلیق کی علت غائی ہی عبادت ہے اور عبادت نام ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بطریق احسن رضائے الٰہی کے لئے ادا کرنے کا۔

لاریب امن و اطمینان عبادت ہی کے ثمرات ہیں۔ ضمیر کو اگر کدورتوں سے پاک رکھا جائے اور شمع ایمان کو ہوا و ہوس کی نذر نہ کر دیا جائے تو اللہ کی بارگاہ میں جھکا ہوا دل انسان کو عبادت پر آمادہ کر ہی لیتا ہے۔ صحیح عبادت وہ ہے کہ جو وجدان محبت کے ساتھ کی جائے۔ جس میں سود و زیان طمع و حرص کے احساس کا نشان تک نہ ہو۔ دل ایک ہے تو محبت اور عبادت کا محور اور نقطۂ ارتکاز بھی ایک ہستی ہونی چاہیئے جس پر کہ آدمی مر مٹے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات، پاک ہے۔

ابو البشر آدم علیہ السلام جہاں گئے اپنا مقصد تخلیق پیش نظر رہا۔ ارض حجاز میں جب میاں بیوی مل گئے تو گھر بسانے کے امکانات روشن ہو گئے مگر ذوق جبین سائی کا تقاضا تھا کہ کوئی آستان بنا لیا جائے۔ اللہ سے دعا کی تائید ایزدی شامل حال ہوئی اور الٰہی نشاندہی کے مطابق مکہ مکرمہ میں توحید کا ایک محسوس مرکز قائم کر دیا گیا۔ آدمؑ اور حواؑ نے اپنا گھر بنانے کی نسبت خدا کا گھر بساتے کو مقدم سمجھا۔ اعتراض کرنے والے فرشتوں نے دیکھا کہ آدم علیہ السلام کی مساعی جلیلہ سے بیت اللہ نہ صرف جائے امن بلکہ قیام امن کا ضامن بن کر رہا۔ کتاب اللہ آج بھی اعلان کر رہی ہے

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَ لِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ [۳/۹۷]

ترجمہ :- بلا شبہ پہلا گھر جو مقرر کیا گیا تھا۔ لوگوں کے لئے وہ ہے۔ جو مکہ میں ہے برکت والا اور ہدایت واسطے جہان والوں کے اس میں نشانیاں ہیں ظاہر۔ جیسے مقام ابراہیم اور جو داخل ہوا اس میں وہ ہو گیا امن میں اور اللہ کے لئے ہے فرض لوگوں پر حج بیت اللہ کا جو طاقت رکھے اس کی طرف راہ چلنے کی اور جو انکار کرے تو بیشک اللہ بے پرواہ ہے اہل عالم سے۔

قدامت کے لحاظ سے کعبہ کو بیت العتیق بھی کہا گیا ہے۔ قرآن مجید نے بھی اسے اسی نام سے یاد کیا ہے۔ حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ اسے بیت العتیق اس لئے کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان میں بچ گیا تھا۔ خصیب کا بیان ہے کہ چونکہ اس پر کوئی جابر غالب نہیں ہو سکا۔ اس لئے اسے بیت العتیق کہا جاتا ہے۔ ابن ابی نجیح و لیث بن سعد۔ حضرت مجاہد تابعی سے ایسی ہی توجیہ بیان کرتے ہیں (تفسیر ابن کثیر) الجامع الترمذی میں حضرت ابن الزبیر نے حضور سرور کائناتؐ سے بھی یہی وجہ تسمیہ روایت کی ہے۔ صادق اللہجہ حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! سب سے پہلے کونسی مسجد تعمیر ہوئی ہے؟ فرمانے لگے مسجد الحرام، میں نے عرض کیا پھر کونسی؟ جواب میں فرمایا۔ بیت المقدس طوفان نوحؑ کے بعد۔ یہ رفیع الشان عمارت دست و برد زمانہ کی نذر ہو گئی تعمیر ثانی کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام ایسے موحد پر نظر انتخاب پڑی۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بیوی اور ننھے سے بیٹے اسمٰعیلؑ کو لا کر کعبہ کے پاس بیابان میں چھوڑ دیا۔ وادی غیر ذی زرع میں بیوی بچے کو چھوڑا تو حضرت ابراہیمؑ کے لبوں پر یہ دعا تھی۔

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ [۱۴/۳۷] **ترجمہ** (اے میرے پالنے والے! میں نے اپنی ایک اولاد بے برگ گیاہ بن میں تیرے ادب والے گھر کے پاس بسائی ہے۔ اب تو ہی ان کا حافظ و ناصر ہے!)

جب اسمٰعیلؑ بڑے ہوئے تو باپ بیٹے نے مل کر کعبہ کی تعمیر کی ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ سے اللہ تعالیٰ نے عہد لیا کہ وہ کعبہ کو طواف اعتکاف اور رکوع و سجود کرنے والوں کے واسطے پاک و صاف رکھیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے دعا مانگی۔ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَھْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ [۲/۱۲۶] **ترجمہ**۔ اے میرے رب اس شہر کو جائے امن بنا اور اس کے باشندوں کو کہ جو اللہ اور آخرت پر ایمان لائیں انہیں پھلوں کا رزق دے۔ حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ جب خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا چکے تو ان کے ہاتھ بھی دعا کے لئے اٹھ گئے۔ دعا کے الفاظ یہ تھے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ [۲/۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹] **ترجمہ**

اے ہمارے رب ہماری یہ خدمت قبول فرما۔ بیشک تو سمیع و علیم ہے۔ اے ہمارے پالنے والے ہمیں اپنا مسلمان بنا لے۔ ہماری اولاد سے ایک امت مسلمہ اٹھا۔ ہمکو ہمارے راستے دکھا اور ہماری طرف (رحمت کے ساتھ) رجوع کر۔ تحقیق تو توبہ قبول کرنے والا رحیم ہے۔ اور بار الٰہا ان میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے۔ ان کو کتاب اور حکمت سکھائے اور ان کا تزکیہ کرے۔ بدرستیکہ تو طاقت والا اور بہت دانا ہے۔

اب کعبہ مثابۃ للناس و امنًا نوع انسان کے لئے جائے ثواب اور پھر مخلوق کے لئے

جائے امن) کا مصداق بن چکا تھا۔ اولاد اسمٰعیل نے کعبہ کی جاروب کشی اپنے ذمہ لی اور ہمیشہ اس گھر کی حرمت کا اس قدر لحاظ رکھا کہ وہ خود بھی قابلِ احترام ہو گئے۔

کعبہ کی تاریخ میں اصحاب فیل کا واقعہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس سے کعبہ کی عظمت اور جلالت قدر پر قرار واقعی روشنی پڑتی ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ کعبہ کی طرف عوام کی توجہ دیکھ کر یمن کے حاکم ابرہہ کے دل میں حسد پیدا ہوا۔ اس نے کعبہ کی حیثیت کو کم کرنے کی خاطر صنعا میں ایک معبد تیار کرایا۔ مگر اسے قبول عام حاصل نہ ہو سکا۔ غصّہ میں آ کر۔ اس نے بیت اللہ کو گرانے کا قصد کر لیا۔ ہاتھیوں کا ایک زبردست لشکر لے کر آ دھمکا۔ وادی مکہ کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ اور امرا مکہ کے اونٹ، بھیڑ، بکریاں سب جانور آدمی بھیج کر پکڑوا لیے۔ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جدّامجد محترم حضرت عبدالمطلب کے دو سو اونٹ بھی ان میں شامل تھے۔ عبدالمطلب ابرہہ کے پاس تشریف لے گئے اور اونٹوں کا مطالبہ کیا۔

ابرہہ نے متعجب ہو کر پوچھا عبدالمطلب تمہیں ابھی اپنے اونٹوں کا خیال ہے؟ میں تو خانہ کعبہ کو گرانے آیا ہوں۔ عبدالمطلب نے پورے وقار کے ساتھ جواب دیا۔ میں تو اپنے اونٹوں کا مالک ہوں فکر نہ کرو۔ خانہ کعبہ کا بھی ایک مالک ہے وہ اپنے گھر کی خود حفاظت کر لے گا۔

ابرہہ مٹھیاں بھینچ کر کہنے لگا۔ اب کعبہ میرے ہاتھوں سے نہیں بچ سکتا۔

عبدالمطلب نے عجب شان استغنا کے ساتھ فرمایا تو پھر تم جانو اور کعبے والا۔

اللھم ان العبد یمنع رحلہ فامنع رحالک
لایغلبن صلیبھم ومحالھم غدوا محالک
ان کنت تارکھم وقبلتنا فامر مابدالک

بار الٰہا! بدرستیکہ بندہ اپنے گھر کو بچایا کرتا ہے تو تو معبود ہے۔ تیرا بھی ایک گھر ہے۔ اسے بچا لینا۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ کل ان کی صلیب اور ان کی تدبیریں تمہاری تدبیر پر غالب آ جائیں اور اگر ہمارے قبلہ کو ان پر چھوڑنے لگا ہے تو حکم دو جو تمہاری مرضی ہو۔

اس کے بعد اصحاب فیل کا جو حشر ہوا وہ عالم آشکار ہے۔ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی اعلان نبوت نہیں فرمایا تھا کہ بیت اللہ کی تعمیر کا مرحلہ طے ہوا۔ قریش مکہ نے تعمیر کا اہتمام کیا۔ حجر اسود کو اپنے مقام پر رکھتے وقت جس قدر بیدار مغزی اور امن پروری کا ثبوت دیا۔ اس کی مثال تاریخ لانے سے قاصر ہے۔ تحویل قبلہ سے بھی کعبہ کی شان میں اضافہ ہوا اور اس کی عظمت کو چار چاند لگ گئے۔ فتح مکہ کے موقعہ پر حتی مرتبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے احترام کو ملحوظ رکھا لاتثریب علیکم الیوم کے اعلان سے بطحا اور حجاز کی وادیاں گونج اٹھیں یہ اعلان بھی زبان رسالتمآب سے بار بار سنا گیا۔ ان ھذا البلد حرمہ اللہ یوم خلق السمٰوٰت والارض فھو حرام بحرمۃ اللہ الیٰ یوم القیامۃ الخ

جب تک صفحہ ہستی انسانوں سے آباد رہے گی۔ اللہ تعالےٰ کا یہ باعزت گھر بھی قائم ہے۔ اللہ تعالےٰ کی یہ زبردست پیش گوئی ہے جو قرآن مجید کے ذریعہ لوگوں کو دی گئی کہ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس [۵/۹۷]

اللہ تعالےٰ نے کعبہ کو جب تک لوگ قائم ہیں۔ عزت کا گھر بنایا ہے۔

بقیہ شذرات ص ۳ سے آگے۔

سامان باقاعدہ سرکاری ذرائع (ریل و ڈاک) سے ملک کے ایک حصہ سے دوسرے ممالک میں بھیجا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح مخصوص سرکاری اہلکار عدم واقفیت کا بہانہ نہیں کر سکتے۔ حکومت وزراء اور دوسرے ترجمان اگرچہ وقتاً فوقتاً ان جرائم کے خلاف بیانات دیتے رہتے ہیں۔ لیکن جتنے اہتمام سے بیانات اور خبریں شائع ہوتی ہیں نہ اتنے اہتمام سے تحقیقات کے نتائج شائع ہوتے ہیں اور نہ مجرموں کی سزاؤں کا اعلان ہوتا ہے۔ پہلی خبریں جب عوام کے اذہان سے محو ہو جاتی ہیں تو دوسری شائع کر دی جاتی ہیں۔ اس صورتِ حالات کا صاف مطلب یہ ہے کہ سمگلنگ ایسے جرم جو فی الواقعہ کسی فرد کے خلاف نہیں ہوتا۔ بلکہ مجموعی طور پر تمام باشندگانِ ملک کے لئے مضرت رساں ہوتا ہے۔ عام نظم و نسق کے چکّر میں ڈال دیا جاتا ہے۔ انگریزی قانون کے چور راستوں اور اس سے بڑھ کر رشوت رشتہ کے طفیل مجرموں کا ثبوتِ جرم ہی ہو نہیں پاتا۔ پھر انسداد کیسے ہو؟ اگر علانیہ طور پر ایسے مجرموں کو جو ناجائز درآمد کے مرتکب ہوں پوری سزا دیدی جائے۔ اور کسی قسم کی رعایت نہ کی جائے۔ تو یقینی طور پر ایسے واقعات میں کمی ہو سکتی ہے۔ یہ یاد رہے کہ جرم ایسا نہیں جو کوئی معمولی آدمی کر سکے۔ اگر لاکھوں کی مالیت کا سونا پکڑا جاتا ہے تو اس کے لانے لے جانے والے آدمی عوام الناس سے متعلق تو نہیں ہو سکتے۔

حکومت کو یہ احساس دلانے کی ضرورت نہیں کہ سکّہ کی ناجائز درآمد برآمد ملکی معیشت کے لئے نہایت خطرناک ہے۔ خصوصاً جبکہ ہمارا ملک ایک قسم کے بحران میں مبتلا ہے۔ اس لئے سمگلنگ کو عام نظروں سے نہ دیکھا جائے۔ بلکہ ایسے واقعات کی تحقیقات عدالتہائے عالیہ سے کروا کر مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

سُرخ نشان

اگر آپ کے پتہ کی چٹ پر سُرخ نشان ہے۔ تو اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ اور آپ کے نام عنقریب وی پی آنے والا ہے۔ آپ اس کو وصول کرنے کے لئے تیار ہو جائیں یہ آپ کا اخلاقی فرض ہے۔

”منیجر“

بچوں کا صفحہ

مساوات

(از جناب محمد سعید صاحب متعلم سال دوم اسلامیہ کالج لاہور)

پیارے بچو! آج ہم مساوات یعنی برابری کے متعلق کچھ پڑھیں گے۔ اسکول میں تو آپ محض ہندسوں اور رقموں کی برابری پڑھتے ہیں۔ لیکن یہ برابری انسان کی ذات اور ہر حالت میں یکسانیت کا نام ہے۔

اسلام میں مساوات کا مفہوم بہت اونچا سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کو قائم رکھنے کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے گئے ہیں۔

دیکھئے آپ جب مسجد میں نماز ادا کرنے جاتے ہیں تو آپ نمازیوں کو اس حالت میں نماز پڑھتے ہوئے پاتے ہیں کہ وُہ ایک دوسرے سے کندھا ملائے اور قطار در قطار کھڑے ہیں۔ انہی اللہ کے عبادت گزار بندوں میں جہاں تاجر، زمیندار، کارخانہ دار اور بڑے بڑے صاحبِ دولت و ثروت کھڑے ہیں۔ تو وہاں موچی، جلاہے، چھابڑی والے اور معمولی حیثیت کے لوگ بھی نظر پڑتے ہیں۔ اگر کوئی عمدہ، قیمتی اور صاف ستھرا لباس پہنے کھڑا ہے تو اُس کے ساتھ ایک غریب مسلمان کم قیمت، سادہ اور پھٹے پُرانے لباس میں ملبوس دربارِ الٰہی میں عاجزی کے ساتھ حقِ عبادت ادا کر رہا ہے۔ ایسا انتظام کیوں فرمایا گیا ہے؟ اس لئے کہ مسجد میں روزانہ پانچ دفعہ ادائیگیٔ نماز کے لئے آنے سے مسلمانوں کو یہ سبق دیا جائے کہ وہ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اُن میں حقیقت میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں۔ مسجد سے باہر بیشک ایک بادشاہ بادشاہ ہے اور غلام غلام ہے۔ ایک شخص حاکم ہے۔ اور دوسرا محکوم۔ ایک افسر ہے اور دوسرا ماتحت مگر مسجد کے اندر اس قسم کا دنیاوی امتیاز برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں امیر اور غریب، حاکم اور محکوم سب برابر ہیں پھر اسی مساوات کے سبق کو ہر سال حج بیت کے موقع پر دہرایا جاتا ہے۔ اس پاک فریضۂ عبادت حج کو ادا کرنے کے لئے لوگ دُور و نزدیک سے طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کرتے ہُوئے مکّہ مکرمہ پہنچتے ہیں۔ اِن زائرینِ کرام میں ہر حیثیت کے لوگ ہوتے ہیں۔ لیکن جوں ہی اُن کا ورود حرم پاک میں ہُوا اُن کے تمام نسلی اور ظاہری امتیازات دُور ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ایک ہی اسٹیج پر جمع ہو جاتے ہیں۔ تمام حضرات ایک ہی یونیفارم میں ملبوس ہو جاتے ہیں اور مساوات کی ایک ایسی مثال قائم کرتے ہیں۔ کہ دُنیا کی تاریخ ایسی مثال پر حسد کرتی ہُوئی نظر آتی ہے۔

مساوات کے قیام کے لئے امیروں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی آمدنی میں سے کچھ رقم زکوٰۃ کے طور پر اپنے غریب عزیز و اقارب اور دوسرے مسلمان بھائیوں میں بھائیوں میں تقسیم کر دیا کریں۔ تاکہ وہ خستہ حال بھائی بھی عزت کی زندگی بسر کر سکیں۔ اور اگر ہو سکے تو محنت و مشقّت کر کے معاشرہ میں اپنے لئے اچھا مقام حاصل کر سکیں۔ اس طرح روپیہ امیروں کی جیبوں سے نکل کر غریبوں کی جھولیوں میں گرتا ہے اور دونوں گروہ مالی حالت میں کسی حد تک مساوات کو پہنچتے ہیں۔

اسی طرح دیگر مختلف احکامات کے ذریعہ انسانی زندگی میں مساوات کی اہمیت اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے:۔

(۱) رسولِ اکرمؐ جب ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے اُن صحابہؓ کو جو مکّہ سے ہجرت کر کے یہاں تھے۔ وہاں کے مقامی مسلمانوں (انصار) کا بھائی بنا دیا۔ اس باہمی بھائی چارہ کو ایک دوسرے نے بہت اہمیت دی۔ انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں کی اس قدر مدد کی کہ کوئی انسان اپنے سگے بھائی سے کیا کرے گا۔ اگر کسی کے پاس زمین ہے تو آدھی زمین اپنے مہاجر بھائی کو دے دی۔ اگر جائداد ہے تو وہ بھی برابر برابر کی تقسیم کی۔ غرض ایسے بھائی چارہ یا مساوات نے اُن کی زندگیوں پر اتنا گہرا اثر ڈالا کہ وُہ چند ہی دنوں میں مالی حالت میں آپس میں برابر ہو گئے۔ مہاجر مسلمان بڑی تندہی سے کام کرنے لگے۔ اور آہستہ آہستہ بڑی بڑی تجارتوں کے مالک بن گئے۔

(۲) عہد نبویؐ میں کسی بڑے خاندان کی عورت نے چوری کی۔ اور اُس کا معاملہ آپؐ تک پہنچ گیا۔ چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا تھی۔ کچھ لوگوں نے دربارِ نبویؐ میں عرض کی کہ یہ عورت ایک بڑے خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ آپؐ اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ دیں بلکہ معمولی سی تنبیہ کر دیں۔ یہ دیکھ کر آپؐ کا چہرہ مبارک غصّہ سے سرخ ہو گیا۔ اور آپؐ نے فرمایا۔ ”خُدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں۔ پھر ارشاد ہُوا۔ اسلام میں اس قسم کا کوئی امتیاز نہیں۔ اور ہر شخص جو جرم کرے گا وہ اس کے مطابق سزا بھگتے گا۔ خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا۔“

(۳) ۱۵ھ میں جب حضرت عمرؓ نے بیت المقدس (یروشلم) پر حملہ کیا تو وہاں کے لوگ قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمان افواج نے اُن کا محاصرہ کر لیا۔ آخر چار ماہ کے محاصرہ کے بعد بیت المقدس کے بہادر سپاہی ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گئے لیکن وہاں کے حکمران نے شہر حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ اور یہ اعلان کیا کہ مسلمانوں کے خلیفہ آئیں اور میں یہ شہر اُن کے حوالے کر دوں گا۔“ چنانچہ اسی اعلان کو سُن کر حضرت عمرؓ نے بیت المقدس کا رُخ کیا۔ جب روانہ ہُوئے اُن کے ساتھ ایک اُونٹ اور ایک غلام تھا۔ راستہ میں حضرت عمرؓ اور غلام باری باری اُونٹ پر سوار ہوتے۔ کبھی عمرؓ — خلیفۃ المسلمین — اُونٹ کی مہار پکڑے ہوئے پیدل چلتے اور غلام سواری کرتا اور کبھی آپؓ سوار ہوتے اور غلام نیچے پیدل چلتا۔ اسی طرح سفر کرتے ہُوئے جب منزل مقصود

کے قریب پہنچے۔ تو اُس وقت اُونٹ پر سوار ہونے کی غلام کی باری تھی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ اُونٹ کی مہار پکڑے شہر میں داخل ہوئے۔ وہاں کے لوگ نہ پہچان سکے کہ ان دونوں حضرات میں سے مسلمانوں کے امیر کون ہیں۔ کیونکہ ایک تو آپؓ نیچے زمین پر پا پیادہ تھے اور دوسرے آپؓ کے کپڑے بھی کوئی خاص عمدہ اور شاندار نہ تھے۔ کہ اُسی سے لوگ اُنہیں پہچان جاتے۔ بلکہ وہ سادہ لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ اور اُس میں بھی کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ بعد میں جب اُن عقل کے اندھوں کو معلوم ہوا کہ یہی پا پیادہ چلنے والے مومنوں کے سربراہ اور خلیفہ ہیں اور سوار اُن کا غلام ہے۔ تو وہ مساوات کی یہ زندہ مثال دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

عزیز بچو۔ ویسے تو ہماری تاریخ میں ایسے بیسیوں واقعات ہیں جو ہمیں مساوات کا درس دیتے ہیں۔ اختصار کے لئے انہی تین پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اور پھر عقلمند اور دیکھنے والی آنکھ کے لئے تو اشارہ ہی کافی ہوا کرتا ہے۔ معلوم ہُوا کہ اسلام میں مساوات کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اسی سے مسلمانوں کے دلوں کے تار ہم آہنگ ہو کر بھائی چارہ کے گیت گاتے ہیں۔ رسول کریمؐ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا۔ کہ "کوئی عربی کسی عجمی (غیر عرب کا باشندہ) پر اور کوئی عجمی کسی عربی پر فوقیت نہیں رکھتا مگر صرف یہ کہ کوئی شخص کسی دوسرے سے زیادہ پرہیزگار، عبادت گزار، صالح اور اپنے معبود کا فرمانبردار ہو۔"

سو پیارے عزیزو۔ ہمیں اس تمام عبارت سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہم آپس میں محبت کریں۔ ایک دوسرے کو بھائی بھائی سمجھیں اگر کوئی ہم سے کم درجہ کا ہے، غریب ہے اور پھٹے پُرانے اور میلے کچیلے کپڑے پہنے ہُوئے ہو تو ہمیں اُس سے نفرت نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ اس بزرگ و برتر خدا کا شکر بجا لانا چاہیئے کہ جس نے ہم کو خوشحالی بخشی، عمدہ لباس پہننے کے لئے دیا اور ہمارے بھائی کو ہم سے کم نعمتیں بخشیں۔ ہم کو حتی الامکان اس کی مدد اعانت کرنی چاہیئے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ جس کو ہم حقیر سمجھیں اپنے اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہم سے زیادہ محبوب ہو۔ ہمیں غریبوں اور کم حیثیت لوگوں سے میل ملاپ رکھنے سے نفرت نہیں کرنی چاہیئے۔ رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ وہ دعوت اللہ کو پسند نہیں کہ جس میں صرف امیر ہی امیر مدعو کئے جائیں۔ اور غریب ایک بھی نہ بلایا جائے۔ دوسری طرف ہمیں یہ بھی حکم ہُوا۔ کہ جو کچھ تم خود کھاؤ وہی غلام اور نوکر کو بھی کھلاؤ۔

اگر ہم رسول اکرمؐ کے اس ارشاد کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ کہ "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے۔ جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہو۔" اور اُس پر عمل پیرا ہو جائیں تو ہم میں مساوات کامل ترین درجہ تک پہنچ سکتی ہے۔ جب ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور بھائی کا کام ہے کہ اپنے دوسرے بھائی کی بھلائی چاہے۔ تو پھر امیری، غریبی، ذات اور پیشہ وغیرہ کا فرق ہمیں ایک دوسرے سے ملنے، کسی کی مشکلات میں مدد کرنے اور اس کی اصلاح کرنے سے کیوں روکے۔

ہفتہ وار خبریں

لاہور۔ ۱۸ر جولائی۔ لینڈ کسٹم کے عملے نے مقامی جنرل پوسٹ آفس میں چھاپہ مار کر لاکھوں روپیہ کا سونا مشرقی پاکستان سمگل کرنے والے ایک منظم گروہ کی سرگرمیوں کو بے نقاب کیا ہے۔

لاہور۔ ۱۹ر جولائی۔ آج سیکریٹریٹ کے قریبی حلقوں نے بتایا ہے کہ صوبائی حکومت نے اپنے تمام ملازمین کو ارزاں نرخوں پر گندم مہیا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

ملتان ۱۹ر جولائی۔ ملتان شہر میں انفلوئنزا کی وبا زوروں پر ہے۔ کل ۲۳۹ تازہ وارداتیں ہوئیں۔

کراچی ۱۹ر جولائی۔ پاکستان میں کیمیاوی کھاد کی صنعت کو ترقی دینے کے لئے آج امریکہ اور پاکستان میں ایک معاہدہ ہو گیا ہے۔ امریکہ کا بین الاقوامی ادارہ تعاون پاکستان میں ایک یا ایک سے زیادہ کیمیاوی کھاد تیار کرنے کے کارخانے قائم کرنے کے لئے پاکستان کو ایک کروڑ ڈالر کا زر مبادلہ مہیا کریگا۔

مظفر آباد۔ ۱۹ر جولائی۔ سرحد پار سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ محاذ رائے شماری کے کارکنوں کو جموں اور سری نگر میں بھاری تعداد میں گرفتار کیا جا رہا ہے۔

لاہور۔ ۱۹ر جولائی۔ ڈپٹی کمشنر حیدرآباد نے شہر میں انفلوئنزا کی روک تھام کے پیش نظر شہر کے تمام تعلیمی اداروں کو ۲۸ر جولائی تک بند کر دینے کا حکم جاری کیا ہے۔

نئی دہلی۔ ۲۰ر جولائی۔ بھارتی پارلیمنٹ نے گزشتہ رات سیکنڈ پے کمیشن مقرر کرنے کے متعلق ایک کمیونسٹ ممبر کی پیش کردہ قرارداد کو مسترد کر دیا ہے۔

واشنگٹن۔ ۲۰ر جولائی۔ کولمبو منصوبے کے ۱۶ ممالک کے مندوبین منیلا میں ایشیائی ایٹمی مرکز قائم کرنے کے مسئلہ پر جو بات چیت کر رہے تھے وہ بخیر و خوبی کل ختم ہو گئی ہے امریکہ نے اس مرکز کی تعمیر کے لئے دو کروڑ ڈالر کی رقم پیش کی ہے۔

کراچی۔ ۲۰ر جولائی۔ پاکستان کے وزیر خارجہ ملک فیروز خاں نون نے فرمایا ہے کہ کشمیر کا صرف ایک ہی منصفانہ حل ہے اور وہ یہ ہے کہ حد متارکہ جنگ کے دونوں طرف سے پاکستان اور بھارت کی فوجیں ہٹا لی جائیں اور بین الاقوامی فوج مقرر کر دی جائے۔

لاہور ۲۰ر جولائی۔ اعلےٰ سرکاری حلقوں نے انکشاف کیا ہے کہ مغربی پاکستان کے گورنر نے صدر پاکستان کو مشورہ دیا ہے کہ عام انتخابات کی تیاری کے ابتدائی مرحلے کے طور پر صوبائی اسمبلی کو توڑ کر نگراں وزارت قائم کر دی جائے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۲۴۷
ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۶/۱۶۳۳۱ - مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء
۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C/۲۷۳۰،۲۴۸۱ - مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ عیسوی -

بدل اشتراک
سالانہ
ششماہی
فی پرچہ

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا